Regd. No. P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰	۹ رامان ۱۳۴۰ ہش ۲۱ رمضان ۱۳۸۰ھ ۹ مارچ ۱۹۶۱ء	نمبر ۱۰

اِسلام میں توحیدِ کامل کا نظریہ

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(۲)

ذیل کا قیمتی مضمون وہ لیکچر ہے جو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ نے سالانہ جلسہ قادیان منعقدہ ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر ۱۹۶۰ء پر دیا تھا۔ اسے افادۂ احباب کے لئے ذیل میں قسط وار درج کیا جاتا ہے:- (ایڈیٹر)

مذہب اسلام میں توحید الٰہی کے عقیدہ کو راسخ کرنے کے لئے جس قدر تاکید اور توضیح ہے وہ کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتی چنانچہ حضرت بانیٔ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اسلامی عقیدہ کے مطابق نبیوں کا سردار اور نوعِ انسان کا مقتدا اور سب سے بلند نقطہ قرار دیا گیا ان کے لئے بھی سوائے خدا کے عبد اور رسول یعنی خدا کا بندہ یا غلام اور اس کا پیغامبر کے اور کوئی خطاب پسند نہیں کیا گیا۔ چنانچہ وہ کلمہ جس سے کوئی شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اور جو اسلام کا "ماٹو" ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یعنی میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بلند مقام کے باوجود خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ یعنی تو تمام لوگوں میں اعلان کر دے کہ میں خدا نہیں اور نہ خدا کا بیٹا اور اس کا شریک ہوں بلکہ تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ ہاں مجھ میں یہ امتیاز ہے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔ اور وہ وحی کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا خدا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

آنحضرتؐ ہمیشہ اور ہر موقعہ پر یہ تلقین فرماتے رہے کہ لوگ آپؐ کے درجہ کو اصل مقام سے بڑھا کر پیش نہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (بخاری) یعنی میری شان میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کیا ہے۔ آپؐ نے اپنے مرض الموت میں جبکہ آپؐ اس دنیا کو چھوڑنے والے تھے اور آپؐ کے ان آخری وصایا کا لوگوں پر انتہائی اور دیرپا اثر باقی رہنا تھا جو الفاظ کہے ان سے خدائے قدوس و توانا کی شان و بلندی اور انسان کی بے چارگی اور بندگی کا نہایت عمدگی سے اظہار ہوتا ہے چنانچہ آپؐ نے اپنے خویش و اقارب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے پیغمبرِ خدا کی بیٹی فاطمہ! اور اے پیغمبرِ خدا کی پھوپھی صفیہ! خدا کے ہاں کے لئے کچھ کر لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا۔ مجھ کو خود بھی کچھ معلوم نہیں کہ میرے اوپر کیا گذرے گی۔ اے معشر قریش! اپنی خبر آپ لو۔ میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے بنی عبد مناف! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہ رسولِ خدا کی پھوپھی! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ! میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔"

یہ الفاظ اس عظیم شخصیت کے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے اور جس کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اگر اس پاک وجود کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو خدا تمام دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ اس حاصلِ انسانیت کا خدائے قدوس کے سامنے اپنی موت کے قریب اس طرح اپنے عجز کا اظہار کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپؐ کے دل میں اس قادر و مقتدر ہستی کا کتنا ادب اور رعب تھا اور اس کے مقابل ہر انسان کا خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو، محتاجی و بے چارگی کا احساس کس قدر شدید تھا۔ اور یہی وہ احساس ہے جو ایک سچے موحد کا اپنے احد و واحد رب کے متعلق ہونا چاہیئے۔

آپؐ نے ہی خدا کے حکم کے ماتحت یہ اعلان دنیا میں فرمایا اور نہایت کثرت سے اور بار بار فرمایا کہ تم لوگ خدا کے علاوہ جن کو حاجت روا سمجھتے ہو اور جن سے حاجتیں مانگتے ہو ان کو اس کارخانہ عالم میں خدا کی مدد کے سوا ایک ذرہ کے برابر بھی اختیار نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کے یہ الفاظ کتنے واضح اور نصیحت آموز ہیں۔ فرمایا:-

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا

(بنی اسرائیل ع ۶)

یعنی اے رسول! تو یہ اعلان کر دے کہ خدا کے علاوہ تم جن کو پکارتے ہو۔ وہ تمہاری مصیبت کے ہٹانے یا بدلنے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ بھی زیادہ قرب حاصل کرنے کے لئے خود خدا ہی کی طرف سے وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شبہ تیرے خدا کا عذاب ڈرنے کے قابل ہے۔

معزز احباب! حضرت بانیٔ اسلام سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقعہ پر اپنی بندگی اور خدا کی شانِ الوہیت کا جو اظہار فرمایا وہ اس واقعہ میں نظر آتا ہے کہ جب عین لڑائی کا موقعہ آیا تو آپؐ اپنے خیمہ میں اللہ کے حضور سجدہ میں گر پڑے اور نہایت عاجزی اور لجاجت سے عرض کرنے لگے کہ اے خدا! تو ہماری کمزوری اور بے سروسامانی اور بے بسی کو جانتا ہے۔ اگر تیری مدد حاصل نہ ہوئی تو یہ چھوٹا سا گروہ جو تیری شانِ الوہیت کو ظاہر کرنے اور تیری توحید اور تفرید کو پھیلانے کے لئے مظلومیت کی حالت میں اکٹھا ہوا ہے تباہ ہو جائے گا اور ان کے تباہ ہونے پر تیری خالص عبادت کرنے والے کہاں ملیں گے؟ آپؐ کے پیارے دوست اور ابتدائی رفیق اور خادم حضرت ابوبکرؓ نے جب آپؐ کی آہ و بکا اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ سوز و گداز کو سنا تو عرض کیا کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ کیا آپؐ کے ساتھ اس لڑائی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وعدہ نہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ضرور ہے اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ پھر آپؐ کی اس گریہ و زاری اور آہ و بکا کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک انسان اور خدائے بے نیاز کا بندہ ہوں۔ وہ آقا اور صاحب اختیار ہے میں اس کی جلالت شان اور بے پروائی سے ڈرتا ہوں اور ہر دم اس کے آستانہ پر گرنا باعث سعادت اور فتح مبین سمجھتا ہوں۔

بھائیو! شرک کا ایک بڑا ذریعہ خوارق اور معجزات کی نسبت غلط فہمی ہے۔ جن اشخاص سے معجزے سرزد ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت لوگوں کو پہلے یہ خیال آتا ہے۔ کہ یہ بے شک خود خدا نہیں ہیں لیکن ان میں خدائی کا شائبہ ضرور ہے۔ ورنہ ان سے ایسے افعال کیوں سرزد ہوتے جو قدرت انسانی سے بالاتر ہیں۔ یہی خیال رفتہ رفتہ ترقی کر کے اور اولیاء و انبیاء کے نسبت ... تک ... ہے اور بالآخر خدائی تک پہنچا دیتا ہے ربانی ...

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ مارچ (۱۰ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ
"اس وقت طبیعت اچھی ہے"

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۷ مارچ۔ حسب سابق امسال بھی روزانہ بعد نماز ظہر تا عصر مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے۔ احباب ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں کل مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے سورت فرقان کا درس ختم کر کے اپنے حصہ کو مکمل کر دیا اور آج مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل نے درس دینا شروع کیا۔ آپ تا اختتام قرآن درس دیں گے۔ اور ۲۹ رمضان المبارک بروز جمعہ بعد نماز عصر ...

قادیان ۸ مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان = مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

جبلپور اور نواحی علاقے کے ہولناک فسادات

انگریزوں کی بدیشی حکومت کے دور میں جب ہمارے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوتے تھے۔ تو ہم یہ کہہ کر اپنے دلوں کو تسلی دے لیتے تھے کہ ان فسادات میں اہل ملک کے کسی طبقہ کا قصور نہیں۔ بلکہ بدیشی حکمران اپنی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی سطے شدہ پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن اس بدیشی حکومت کے دور کو گذرے ہوئے بھی اب چودہ برس کا طویل عرصہ ہو چکا ہے۔ اور ہم اپنی پالیسی کو بنانے اور اس پر عمل کرنے میں آزاد اور خود مختار ہیں اور اپنے ملک کی آزاد اور نامذہبی جمہوریت اور اس کے وسیع النظر اور منصفانہ "دستور" پر فخر کرتے ہیں۔

لیکن جب ہم گذشتہ چودہ سال پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں فتنہ وفساد اور فرقہ دارانہ تعصب و تنگ نظری کے شعلے جابجا اٹھتے نظر آتے ہیں اور ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ فتنہ وفساد اور تباہی کا کارن صرف بدیشی انگریز ہی نہ تھے۔ بلکہ کچھ اور عوامل بھی ہیں۔ جو اگرچہ قوم پرستی اور نیشنلزم کے لبادہ میں اپنی فرقہ داریت اور تنگ نظری کو چھپائے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ آزاد قوموں اور جمہوریت کے تقاضوں اور اخلاقی قدروں سے قطعاً ناآشنا اور بے پرواہ ہیں۔ ہمارے ہر دلعزیز اور باتدبیر وزیر اعظم نے ایک دفعہ بجا طور پر فرمایا تھا۔ کہ اکثریت کی فرقہ داری اقلیت کی فرقہ داری سے زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔ کیونکہ اکثریت اپنی فرقہ داریت کو "قوم پرستی" کا نام دے کر اس کی برائی کو چھپا دیتی ہے۔

گذشتہ دنوں جبلپور اور اس کے نواحی علاقے میں اکثریتی فرقہ کی طرف سے مسلمان اقلیت کے خلاف قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور آتشزنی کے واقعات رونما ہوئے اور ایک ذاتی اور انفرادی قبیح فعل کو فرقہ دارانہ رنگ دے کر فتنہ و فساد کی آگ کو مشتعل کیا گیا۔ اس کی تفصیلات ملک کی پریس اور پارلیمنٹ میں آ چکی ہے۔ اور ان ہولناک اور ظالمانہ واقعات کی وجوہات کو موقعہ پر معلوم کرنے کے لئے مسٹر ہمیتی اندرا گاندھی اور ملک کے کئی دیگر رہنما اور سرکاری افسران متاثرہ علاقہ میں جا چکے ہیں اور امید ہے کہ اگر عدالتی طریق پر ان حادثات کی تحقیق کی گئی (جیسا کہ حکومت سے ایسی تحقیق کرانے کے لئے مطالبہ کیا گیا ہے) تو اس فساد و ظلم کے موجبات سامنے آ جائیں گے اور اگر حکومت مؤثر طریق پر ایسے واقعات کے اعادہ کو روکنے کے لئے قدم اٹھائے گی۔ اور مقامی افسران کو جن پر علاقے کے نظم و نسق اور لا اینڈ آرڈر کے قیام کی ذمہ داری تھی۔ اور انہوں نے اس فرض کو اچھی طرح سے ادا نہیں کیا۔ عبرتناک سزائیں دی جائیں گی۔ تو صورتِ حال کی اصلاح ممکن ہو سکے گی۔

اس سے پہلے تقریباً دو سال قبل اسی مدھیہ پردیش کے مرکز بھوپال میں مسلمان اقلیت اکثریت کے ہاتھوں ظلم و تعدی کا شکار ہو چکی ہے۔ اگر اسی وقت ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے حکومت مضبوط پالیسی اختیار کرتی۔ اور اس فساد کے ذمہ دار افسران اور ظالم اور فسادی لوگوں کو عبرتناک سزائیں دیتی۔ تو آئندہ کے لئے ایسے ظلم کا اعادہ نہ ہوتا۔

اس قسم کے ظلم و فساد کو روکنے کا ایک مؤثر ذریعہ اجتماعی تعزیری جرمانہ و تاوان بھی ہے۔ یعنی متاثرہ علاقہ کے اس فرقے پر جو اس ظلم و تعدی اور فتنہ و فساد کا باعث ہوا۔ سرکار کی طرف سے اجتماعی تاوان ڈالا جائے جو کم از کم مظلومین کے نقصان اور خاص سرکاری اخراجات جو انسدادی کارروائی کے لئے حکومت کو کرنے پڑے کے برابر ہو۔ اس قسم کا اجتماعی جرمانہ ہمیشہ فسادات کے اعادہ کو روکنے کے لئے ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ مرکزی اور صوبائی سرکار اسی آزمودہ طریق کار کو ضرور عمل میں لائے گی۔

جبلپور کے فسادات کو ہوا دینے میں بہت سے غیر ذمہ دارانہ اخبارات نے خاص پارٹ ادا کیا ہے جس کا اظہار جناب وزیر اعظم پنڈت نہرو نے بھی فرمایا ہے۔ ایسے اخباروں کے خلاف بھی مؤثر قدم اٹھانا ضروری ہے۔ جب تک ہمارے ملک کا پریس اپنی ذمہ داری کو آزاد ملکوں کے پریس کی طرح ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ ملک میں امن و اتحاد کا قیام مشکل ہے

ہمارا ملک ایک پُر آشوب دور سے گذر رہا ہے۔ اور بہت سے بیرونی خطرات درپیش ہیں۔ ان حالات میں بھی اگر اہل وطن ملک کے داخلی امن و سلامتی اور اتحاد و یکجہتی کی قدر کو نہ پہچانیں اور اس کو قائم کرنے کے لئے صحیح رنگ میں جدوجہد نہ کریں تو ان کے لئے بہت ہی شرم کا باعث ہے۔ ملک کے اخبارات جن پر اہل ملک کی صحیح رہنمائی کی ذمہ داری ہے۔ اگر آزادی پریس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے فرقہ دارانہ جانبداری اختیار کریں اور ملک کے داخلی امن کی بربادی میں مدد دیں تو وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کو آزاد چھوڑا جائے۔ حکومت کو چاہیئے کہ ایسے اخبارات پر کڑی نگرانی رکھے۔ اور بروقت مؤثر کارروائی کرے۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ جبلپور کے مصیبت زدگان کی امداد اور ریلیف کے لئے انفرادی چندوں کے علاوہ صدر کانگرس کی طرف سے بھی دس ہزار روپیہ کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن جو نقصان جبلپور اور نواحی علاقوں میں ہوا ہے۔ اس کا تدارک صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ حکومت مدھیہ پردیش جلے ہوئے مکانات کی تعمیر لٹے ہوئے اثاثہ کی فراہمی اور مصیبت زدہ لوگوں کی بیماری، بے کاری اور ریلیف کے کام کے لئے حسب ضرورت اپنی طرف امدادی فنڈ مہیا کرے۔ تا ان مظلوم اور بے کس انسانوں کے مصائب کا کسی قدر مداوا ہو سکے۔

جبلپور کے فسادات کے ردِ عمل کے طور پر ایک شرمناک واقعہ کراچی میں ظہور پذیر ہوا۔ یعنی ہندوستانی سفارت خانہ کے سامنے پاکستانی طلباء وغیرہ نے نہ صرف مظاہرہ کیا۔ بلکہ اس پر حملہ اور پتھراؤ بھی کیا۔ جس سے ہندوستانی چانسلری کی بلڈنگ اور بہت سے سامان کو نقصان پہنچا۔ اس واقعہ کا ایک نہایت تلخ حصہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے ہر دلعزیز وزیر اعظم پنڈت نہرو کے مجسمہ کو جلایا گیا۔ یہ واقعہ ایسا شرمناک اور قابل نفرین ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے تھوڑی ہے۔ پاکستانی طلباء وغیرہ نے یہ حرکت کر کے نہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا ثبوت دیا ہے اور نہ ہی جبلپور کے مسلمان مظلومین اور دوسرے ہندوستانی مسلمانوں کی بھلائی کی ہے۔ جناب پنڈت نہرو ہمارے ملک کے بلا لحاظ مذہب و ملت قابلِ احترام لیڈر ہیں۔ اور ملک کی ہر دلعزیز اور قابل احترام شخصیت ہیں۔ پس ان کے مجسمہ کو جلانے کی حرکت یقیناً قابلِ ملامت اور قابلِ نفرین ہے اور ہم اس پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ گو اس خبر سے ایک گونہ اطمینان ہوا کہ پاکستانی حکومت نے ہندوستانی چانسلری کے نقصانات کا تدارک کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو حرکت مظاہرین نے کی ہے۔ اس کی بر وقت روک تھام نہ کر سکنے کی وجہ سے ہماری حکومت سے معذرت کی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں آئندہ زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے گا اور آئندہ کے لئے فسادات کی روک تھام اور اقلیتوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت اور اطمینان کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرے گی۔ تاکہ ملک کے تمام طبقات اتحاد و اتفاق اور امن و اطمینان سے بسر اوقات کر سکیں۔ خدا تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

۲۳ مارچ "یوم مسیح موعود"

جیسا کہ قبل ازیں بذریعہ اخبار بدر اعلان کیا جا چکا ہے مورخہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء کو یوم مسیح موعود منایا جا رہا ہے۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گذارش ہے کہ اپنی اپنی جگہ اس دن کو پوری شان کے ساتھ منائیں۔ یہ وہ دن ہے جب کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذنِ الٰہی لدھیانہ کے مقام پر پہلی بیعت لی تھی۔ گویا یہ روزی رنگ میں بعثتِ محمدی آخرین میں ظہور پذیر ہوئی تھی۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ اکے دن اپنے اپنے مقامات پر پورے اہتمام کے ساتھ جلسے منعقد کریں۔ اور غیر از جماعت لوگوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

اس دن کے منائے جانے کی رپورٹیں اس دفتر میں بھجوائی جائیں تاکہ بدر میں شائع کی جا سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت سے

(ایک رُوح پرور خطاب)

جو حضور نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں سالانہ جلسہ کے موقع پر فرمایا

(قسط سوم)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ روح پرور خطاب جسے مرحوم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل نے قلمبند کیا جماعت کے کسی اخبار میں تا حال شائع نہیں ہوا تھا۔ اب مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل انچارج شعبہ زود نویسی نے اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ افادۂ احباب کے لئے اس خطاب کی آخری قسط ذیل میں درج کی جاتی ہے ——— (ایڈیٹر)

مذہبی ترقی

تعلیم قرآن | چوتھی ضروری چیز مذہبی ترقی ہے اس کے لئے سب سے مقدم قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ جبتک کوئی شخص قرآن نہیں جانتا مذہبی ترقی نہیں کرسکتا۔ جو لوگ خود پڑھنا نہ جانتے ہوں۔ وہ سن کر بھی قرآن سیکھ سکتے ہیں۔ جیسے اکثر صحابہ نے سیکھا۔ مگر ہر شخص سننے کی بھی کوشش نہیں کرتا۔ حالانکہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ خود سیکھے۔

(۱) درس جاری کئے جائیں | پچھلے سال تحریک کی گئی تھی۔ کہ جماعتیں اپنے اپنے ہاں درس جاری کریں یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ کہ بیسیوں جگہ درس جاری ہو گئے۔ مگر سب جگہ نہیں ہوئے۔ اس لئے پھر اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جہاں جاری نہیں ہوئے۔ وہاں جاری کئے جائیں۔ کیونکہ قرآن کے بغیر نہ احمدیت ہے۔ اور نہ اسلام

(۲) درس قرآن | دوسرا اعلان میں نے یہ کیا تھا۔ کہ اگست کے مہینہ میں قرآن کا درس دوں گا۔ جو خدا کے فضل سے دیا۔ گو سخت گرمی کے موسم میں یکلخت پہاڑ سے آنے کی وجہ سے بیمار ہو گیا۔ اور اب تک بیمار چلا جا رہا ہوں جو لوگ اس درس میں شامل ہوئے تھے ان میں سے بہتوں نے اپنے اپنے ہاں درس جاری کر دیئے ہیں۔ اب اعلان کرتا ہوں۔ کہ آئندہ سال ستمبر میں درس قرآن دوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امداد اور استعانت چاہتے ہوئے اپنے اوپر یہ ذمہ داری لیتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ ستمبر کے مہینہ میں درس دوں گا۔ اگست میں چونکہ گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے صحت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ گرمی کے ان دنوں میں نوٹ لکھنے کے لئے رات کے ۱۲ - ۱ بجے تک جاگنا پڑتا تھا۔

(۳) حقائق قرآن کی اشاعت | تیسرا طریق قرآن کریم کی خدمت کا یہ ہے کہ اس کے حقائق کی اشاعت کریں۔ آپ پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ اس کے دو طریق ہیں۔ ایک یہ کہ جو درس ہو وہ چھپ جائے۔ اس سال درس لکھنے کے لئے کچھ آدمی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے بعض رکوع میں نے دیکھے ہیں۔ بہت اچھے لکھے گئے ہیں۔ علماء نے ان کی نظر ثانی کر لی ہے اگلے سال امید ہے دسویں پارہ سے سولھویں تک کے نوٹ شائع ہو جائیں گے۔ میں نے ابھی ان نوٹوں کی نظر ثانی کرنی ہے۔

(۴) انگریزی ترجمہ قرآن | دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جائے۔ دوستوں کو خوشخبری ہو۔ کہ انگریزی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ میں نے مولوی شیر علی صاحب کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ کہ نظر ثانی کرلیں۔ بعض احباب کو بھی یہ ترجمہ بھیجا گیا تھا۔ ایک انگریزی کے بہت بڑے ماہر کی رائے آئی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ سے یہ ترجمہ بہت اعلیٰ ہے۔ تجویز یہ ہے کہ ترجمہ کے ساتھ مختصر نوٹ بھی دے دیئے جائیں اور تفصیلی دیباچہ لکھا جائے۔ جس میں اصولی طور پر بحث کی جائے۔ نوٹ مختصر ہوں تاکہ اگلے سال چھپوائی کا کام شروع ہو جائے۔ اس کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ جس کے متعلق یہ تجویز سوچی ہے۔ کہ بعض دوست قرض کے طور پر روپیہ دیں۔ جو بعد میں کتب کی بکری سے ادا کر دیا جائے۔

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد

رسول کریمؐ کی محبت پیدا کرنیکا طریق | دوسرا طریق جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا کرنے کا ہے۔ اگر لوگوں کے دلوں میں یہ قائم ہو جائے۔ تو اس سے اسلام کو بہت پختگی حاصل ہوگی۔ اس کے لئے دو تجویزیں کی گئی تھیں۔ ایک تو یہ کہ ۱۷ جون کے جلسہ کی تحریک کی گئی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر تقریریں کی گئیں۔ یہ تقریریں غیر مذاہب کے لوگوں نے بھی کیں۔ اور خدا کے فضل سے جلسے بہت کامیاب ہوئے۔ حتیٰ کہ کئی غیر احمدیوں نے کہا۔ تیرہ سو سال میں دین کی ایسی خدمت کسی نے نہیں کی۔ سوائے ان اشد دشمنوں کے جنہوں نے قسمیں کھا رکھی ہیں۔ کہ اگر ہم سورج کو سورج کہیں گے تو وہ اسے تواتر اور دیں گے سب نے ان جلسوں کی کامیابی کا اعتراف کیا۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں نہیں رہی بلکہ اپنی بڑائی کی محبت ان کے دلوں میں تھی۔ عجیب بات ہے۔ ان کی طرف سے ہمیں کہا گیا کہ تم چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اس لئے تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک لائف بیان کرنے کے لئے ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ جو آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ لیکن خود انہوں نے اپنے اخبار پیغام صلح کا جو پرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی قرار دینے کے لئے شائع کیا۔ اس میں ہندوؤں اور عیسائیوں کے مضامین درج کئے۔ کیا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں جس عیسائی کا مضمون "پیغام صلح" میں شائع کیا گیا۔ اس نے لکھا:-

> "میں ہند کے جملہ مسیحیوں سے یہ التماس کر سکتا ہوں کہ وہ آنحضرت کا احترام مصدق مسیحیت کے اعتبار سے کرتے رہیں۔ اگر مسلم دنیا حضرت محمدؐ کی بابت یہ بات ہمیں منوانا چاہے۔ کہ حضرت محمد اور آپ کا اسلام مکذب مسیحیت ہے۔ تو ہم ہرگز تسلیم نہیں کریں گے"

اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت دنیا میں موجود ہوتے۔ تو کہتے خدا ایسے خیر خواہوں سے بچائے۔

۱۷ جون کے جلسے | غرض ۱۷ جون کے جلسے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوئے۔ اور اس تحریک نے بہت مقبولیت حاصل کی۔ اور میں تو اس کی مخالفت ہونے پر بھی خوش ہوں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ ان کے ایک اُستاد تھے۔ انہوں نے ایک تحریک کی۔ جو بہت مقبول ہوئی۔ جس پر انہیں مبارکباد دی گئی۔ انہوں نے کہا۔ اس معاملہ میں نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی نے اس تحریک کی مخالفت نہیں کی۔ کچھ دنوں کے بعد بڑے خوش ہو کر کہنے لگے۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ یہ تحریک نیک تھی۔ کیونکہ کئی صفحے گالیوں کا خط پہنچا ہے۔ پس مجھے بھی یقین ہو گیا۔ کہ ان جلسوں کی تحریک نیک تھی۔ کیونکہ کم از کم ایک گروہ نے تو اس کی مخالفت کی۔ آئندہ سال بھی انشاء اللہ اس قسم کے جلسے کئے جائیں گے۔ مگر انتظام میں ایک تبدیلی کی جائے گی۔ پچھلے سال کہا گیا تھا۔ کہ لیکچر دینے کے لئے لوگ اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس پر ایک ایک شہر سے پچاس ساٹھ ستر آدمیوں کے نام آ گئے۔ اب اگر وہ سارے کے سارے اپنے شہر کے جلسہ میں تقریریں کریں۔ تو اتنا وقت سننے کے لئے کون نکالے۔ دن رات لگے رہیں۔ تب جا کر سب کی تقریریں ختم ہوں۔ دوسرے اور مقامات پر بھی لیکچراروں کی ضرورت تھی۔ مگر وہاں نہ وہ جا سکتے تھے۔ اور نہ ہمارے پاس اتنا روپیہ تھا۔ کہ ان کے اخراجات برداشت کر کے انہیں باہر بھیجتے۔ اس وجہ سے اب کے اس طرح کیا جائیگا کہ جماعتوں کو لکھ دیا جائے گا۔ کہ لیکچرار تیار کریں۔ جہاں جماعتیں نہیں وہاں کے لئے اعلان کیا جائے گا۔ کہ ان مقامات کے لئے لیکچرار چاہئیں اور جو لوگ اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ ان کو وہاں

خطبہ جمعہ

جمعہ کا اجتماع ہمیں وہ فرض یاد دلاتا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعے ہر مسلمان کے ذمہ لگایا گیا ہے

یہ دن اسی کے لئے خیر و برکت کا موجب ہوتا ہے جس نے اسلام کی اطاعت اور اس کی اشاعت میں اپنی زندگی بسر کی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی دنیا کو ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کرنے کیلئے مبعوث نہیں ہوا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱ر نومبر ۲۹ء بمقام کمپنی باغ سرگودھا

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے ایک

بہت بڑی برکت کا دن

مقرر کیا ہے ہماری ساری ہی عیدیں اجتماع کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ جمعہ کا دن بھی اجتماع کا دن ہے۔ عید بھی مذہبی اجتماع کا دن ہے یہ [illegible] ہیں۔ سال بھر میں ہمارے لئے آتی ہیں۔ سال کے ۵۲ ہفتوں میں ۵۲ جمعے آتے ہیں اور ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحیٰ ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ کیا ہے کہ ہمارا رسول سب لوگوں کو ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کرنے کیلئے آیا ہے۔ سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جو دنیا کے تمام لوگوں کو ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کرنے کے لئے آیا ہو۔ صرف آپ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو تمام بنی نوع انسان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ خواہ وہ مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے رہنے والے ہوں، وہ جنوب کے رہنے والے ہوں یا شمال کے رہنے والے ہوں۔ پس

اجتماعی رسول صرف محمد رسول اللہ تھے

اسی لئے عید کے ساتھ اجتماع کو آپ نے لازمی شرط قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ اول تو اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں اس طرح کی عید مقرر کی گئی ہو۔ دوسرے کوئی ایسی قوم نہیں جن میں عید کو اس طرح لازمی قرار دیا گیا ہو جس طرح مسلمانوں کے لئے عید کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ درحقیقت عید کا مفہوم صرف اسلام میں پایا جاتا ہے کیونکہ یہ وہ عیدیں ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہے اور اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جس کی عیدوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو۔ اسلام سے قریب ترین جماعت عیسائیوں کی جماعت ہے۔ عیسائیوں میں بعض عیدیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً بڑے دن کی عید یا ایسٹر کی عید۔ مگر سوال یہ ہے کہ بڑے دن کی عید کو کس نے مقرر کیا ہے۔

ایسٹر کی عید

کو کس نے مقرر کیا ہے۔ ان کی تفصیلات حضرت مسیح علیہ السلام نے بیان نہیں کیں۔ تورات یا انجیل میں ان عیدوں کا ذکر آتا ہے۔ پھر یہودیوں کے ہاں بھی بعض عیدیں ہیں۔ اور ان کا ذکر یہودیوں کی مذہبی کتب میں موجود ہے۔ لیکن ان عیدوں کے متعلق بھی ایسے احکام نہیں پائے جاتے۔ جو تمام یہودیوں پر یہ واجب کرتے ہوں کہ وہ انہیں اجتماعی طور پر منائیں۔ ہندوؤں میں بھی بعض تہوار ہیں۔ مثلاً دسہرہ ہے ہولی ہے۔ بسنت ہے۔ لیکن ان تہواروں کا بھی مذہبی کتابوں میں ذکر نہیں۔ ہندوؤں نے انہیں خود مقرر کیا ہے اور جن کو خود مقرر کر لیا جائے وہ خدا تعالیٰ کی عیدیں نہیں کہلا سکتیں۔ صرف اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی

عیدیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں

مثلاً جمعہ ہے اس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور جب اس کا قرآن کریم میں ذکر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اسی طرح عیدین کا ذکر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت ملتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق احکام شرعیہ بیان فرمائے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ جمعہ کے متعلق قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تمام مسلمان اپنا کام کاج چھوڑ کر اس کے لئے مسجد میں پہنچیں۔ پس یہ اجتماعی عید ہے اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ جمعہ کی اذان سن کر اپنے کام کاج میں لگا رہے اور نماز کے لئے مسجد میں نہ جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (جمعہ ع۲)

یعنی اے مسلمانو جب تمہارے کان میں جمعہ کی اذان پہنچے تو تم اپنا کام کاج چھوڑ دو۔

اور نماز کے لئے آجاؤ

اپنے پیشوں، ملازمتوں اور تجارتوں وغیرہ کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے چل پڑو۔ گویا قیامت کے روز اسرافیل سے بگل بجانے کا جو کام لیا جائیگا وہی کام یہاں مؤذن سے لیا جاتا ہے جس طرح قیامت کے روز اسرافیل بگل بجائیگا تو تمام روحیں اپنی اپنی جگہوں سے اٹھیں گی اور بگل کی آواز کی طرف بھاگ پڑیں گی۔ اسی طرح اسکے نقش قدم پر مؤذن جمعہ کی اذان دیتا ہے تو اس جگہ کے تمام لوگوں کو یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کی آواز کی طرف بھاگ پڑیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیہ کا بھی یہی حال ہے ان کے متعلق تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ تمام مرد عورتیں اور بچے جمع ہو جائیں۔ حائضہ بھی اگرچہ اسے نماز معاف ہے عید کے میدان میں جائے۔ گویا سوائے معذور کے جو اتنا سخت بیمار ہو کہ وہاں نہ جا سکے یا کسی ایسے شخص کے جو کہیں جنگلوں میں پھر رہا ہو۔ باقی ہر ایک کیلئے عید کی نماز کے لئے جانے کا حکم ہے۔

یہ فرق کیوں کیا گیا ہے

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگوں کو کیوں نہیں کہا گیا کہ سب جمع ہو کر عید مناؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگوں کو کیوں نہیں کہا گیا کہ سب جمع ہو کر عید مناؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگوں کو اجتماعی عید منانے کا کیوں حکم نہیں دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگوں کو اجتماعی عید منانے کا کیوں حکم نہیں دیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیوں کہا گیا۔ اسی لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام ساری دنیا کو جمع کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساری دنیا کو جمع کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساری دنیا کو جمع کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری دنیا کو جمع کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ اگر کوئی نبی ساری دنیا کو ایک نقطۂ مرکزی پر جمع کرنے کیلئے آیا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں پس مسلمانوں کی عید کو اجتماعی عید قرار دیا گیا ہے اور انہیں کہا گیا ہے کہ تمہاری سچی عید تب ہوگی جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض

کو پورا کیا جائے۔ پس ہر جمعہ ہمیں اس کام کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی وجہ سے مسلمانوں کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ ہر جمعہ جو ختم ہوتا ہے۔ وہ اس شخص کے لئے برکت لکھ جاتا ہے جس نے اسلام کی اطاعت میں اسے گذارا۔ اور ہر جمعہ جو آتا ہے اور کوئی مسلمان اپنے اس فرض کو پورا نہیں کرتا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی وجہ سے اس کے ذمہ لگایا گیا ہے وہ اپنے ذاتی کاموں اور اغراض میں لگا رہتا ہے۔ وہ جمعہ اس کے لئے ایک لعنت لکھ جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا منہ سے تو دعوے کیا لیکن

عملی طور پر

اسے پورا نہیں کیا۔
پس یہ دن ہمیں بہت بڑا سبق دیتا ہے۔ جو شخص اس سبق کو بھول جاتا ہے۔ اس کے لئے جمعہ کا دن لعنتوں کے جمع کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔ اور جو اسے یاد رکھتا ہے اس کے لئے برکات کے جمع کرنے کا موجب ہو جاتا ہے۔ پس آج میں دوستوں کو اس فرض کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جس کی یاد جمعہ کا دن دلاتا ہے۔ اور جس کی یاد جمعہ کا دن ہمیشہ دلاتا رہے گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس تعمیر میں حصہ لیں۔ جو تمام دنیا کو

ایک نقطۂ مرکزی

پر جمع کرنے کے لئے بنائی جانے والی ہے اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس تعمیر میں حصہ نہ لیں۔ قیامت کے دن وہ شرمندہ ہوں گے اور خدا تعالیٰ ان سے کہے گا کہ بتاؤ ہم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا تھا تم نے اس کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے کیا کوشش کی؟

(الفضل ۱۶ [illegible])

درخواست دعا

میری اہلیہ ایک عرصہ سے بعارضہ دمہ و بلڈ پریشر علیل ہیں جملہ احباب جماعت اور درویشان کرام مہربانی فرما کر ان کی شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ممنون ہوں گا۔
خاکسار حکیم احمد حسین خان از نظام آباد

مقرر کر دیا جائے گا۔

اس دفعہ کے مضامین کے متعلق مفصل اعلان جلد ہوگا۔ ایک مضمون تو یہ ہوگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں سے کس قسم کے سلوک کی تعلیم دی ہے۔ اور خود کس قسم کا سلوک کیا ہے۔

رسول کریم صلعم کی لائف ایک بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف لکھنے کے متعلق کہی گئی تھی۔ اس کے لئے ایک مضمون تو تیار ہو گیا ہے۔ جو میرا ۱۷ر جون کے جلسہ قادیان کا لیکچر تھا۔ یہ بہت جامع مضمون ہے۔ جماعت نے اس کی اچھی اشاعت کی ہے مگر ابھی ضرورت ہے کہ کثرت سے اسکی اشاعت کی جائے۔

بچوں کے لئے رسول کریم صلعم کی لائف ایک عہدہ میں نے اور کیا تھا۔ اور وہ یہ کہ بچوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے واقعات لکھے جائیں گے۔ مگر اس کی تیاری کے لئے جس قدر محنت کی ضرورت تھی۔ اس کا اندازہ نہ کیا گیا تھا۔ اول ۱۷ر جون کے جلسوں کو کامیاب بنانے کا کٹھن سا کام کیا گیا۔ پھر قرآن کریم کا درس دیا گیا اور بھی کئی کام کئے گئے۔ باوجود اسکے میں نے بچوں کے لئے کتاب لکھنے کا کام بھی شروع کیا۔ مگر اسے میں ختم نہ کر سکا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ اگلے سال ختم ہو جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل لائف میاں بشیر احمد صاحب لکھ رہے ہیں۔ امید ہے مارچ تک وہ ختم کر لیں گے۔ اور مئی میں شائع ہو سکے گی۔

مذہبی ترقی کا تیسرا طریق

(۱) تبلیغ تیسرا طریق مذہبی ترقی کا تبلیغ ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری جماعت نے ابھی تک اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ ابھی اشتہار دیا گیا ہے۔ کہ دوست اپنی اپنی حیثیت اور رتبہ کا سال میں ایک ایک احمدی ضرور بنائیں۔ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو بہت جلد ترقی ہو سکتی ہے اس کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ اور بعد میں مفصل اعلان کرونگا۔ کہ جو دوست اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ اگلے سالانہ جلسہ پر اعلان کیا جائے گا۔ کہ فلاں فلاں اصحاب نے اس کام کے لئے نام لکھائے تھے۔ اور فلاں فلاں کامیاب ہوئے۔

اسی طرح ایسے افراد کی بھی ضرورت ہے جو غیر مسلموں کو بھی پیغام حق پہنچائیں۔ دونوں قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ دوست کم از کم ایک ایک شخص کو احمدی بنانے کا وعدہ کریں۔ اور پھر اس کے لئے سچی کوشش کریں۔ جلسہ کے موقع پر سب کے نام ترتیب وار سنا دیئے جائیں گے۔ جنہوں نے اپنے نام پیش کئے ہوں گے۔ کہ فلاں کے ذریعہ ایک سال کے عرصہ میں اتنے احمدی ہوئے اور فلاں کے ذریعہ اتنے۔

(۲) اخبارات کی اشاعت تبلیغ کے لئے دوسرا طریق اخبارات کی اشاعت ہے۔ اس کی طرف بعض جماعتوں نے توجہ کی ہے مگر ساری جماعتوں نے نہیں کی۔ جن جماعتوں نے کوشش کی۔ انہوں نے انجمنیاں قائم کر کے سینکڑوں پرچے فروخت کئے۔ اگر سب جماعتیں ذمہ داری اُٹھا کر اپنے ہاں انجمنیاں قائم کریں۔ تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس سال چند مفید کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں۔ ان کی اشاعت کرنی چاہیئے۔ مثلاً ڈپو والوں نے کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ ایک تو میری گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریر ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاموں کے متعلق تھی۔ اگر اس کی کثرت سے اشاعت کی جائے۔ تو بہت مفید ہو سکتی ہے یہ کتاب بک ڈپو والوں نے بہت سستی شائع کی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے اس کی اپنی اپنی جگہ اشاعت کریں اور اکٹھی کتابیں خرید کر آگے فروخت کریں۔ اس طرح اس کی بھی امداد ہو جائے گی۔ جو فروخت کرے گا۔ اور تبلیغ بھی ہوگی۔ پھر ہندوؤں کے مضامین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق شائع کئے گئے ہیں۔ درود کے متعلق محمد یامین صاحب تاجر کتب نے ایک کتاب شائع کی ہے۔ اگرچہ میں نے وہ کتاب دیکھی نہیں۔ لیکن اس کے لکھنے والے ایسے شخص ہیں۔ کہ جب تک بال کی کھال نہ اتار لیں۔ ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ یعنی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ کتاب مرتب کی ہے۔

پھر اخبارات کی اشاعت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ الفضل، سن رائز، ریویو کی خریداری کی طرف دوستوں کو توجہ کرنی چاہیئے۔ ان کے علاوہ دوسرے اخبارات کے لئے بھی سفارش کرتا ہوں۔ شیخ یعقوب علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائف لکھی ہے۔ اس کا ہر ایک احمدی کے لئے اپنے پاس رکھنا صرف ضروری ہی نہیں۔ بلکہ فرض ہے۔ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائف کا علم نہ ہو۔ آپ سے سچا اخلاص نہیں پیدا ہو سکتا۔

(۳) مضبوط فنڈ کی ضرورت تیسری چیز یہ ہے کہ ہمیں تبلیغ کے لئے ایک مضبوط فنڈ قائم کرنا چاہیئے۔ چونکہ جماعت پر پہلے ہی بہت بوجھ ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ دوسروں سے روپیہ لے کر ایک فنڈ قائم کیا جائے۔ جس کی آمد سے غیر مسلموں میں اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ اس کے لئے کئی دوستوں نے بڑے جوش سے وعدے کئے تھے۔ مگر پھر انہوں نے کم توجہ کی۔ کل بیس ہزار روپیہ اس فنڈ میں آیا۔ جو ایک کام پر لگا دیا گیا ہے۔ اور اس کی سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس فنڈ کی کم از کم اتنی رقم ادا ہو۔ کہ اس سے پانچ چھ سو روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں۔ دوستوں نے اس فنڈ کے لئے کوشش کی ہوگی میں جمع شدہ رقم کو بھی کم نہیں سمجھتا۔ آج تک ہماری جو مخالفت ہوتی آئی ہے اس کے لحاظ سے ۲۰ ہزار کی رقم ۲۰ لاکھ سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ دوستوں نے ۲۰ لاکھ روپیہ جمع کر دیا۔ مگر فائدہ بیس ہزار کا ہی پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے جن دوستوں نے پچھلے سال اس فنڈ کے لئے وعدے کئے تھے۔ اور پورے نہیں کئے وہی وعدے ان کے ذمے باقی ہیں۔ انہیں پورا کریں۔ اور جن کے وعدوں میں کمی رہ گئی تھی۔ وہ اس کمی کو پورا کریں۔ اور جنہوں نے وعدے نہ کئے تھے۔ وہ اب وعدے کریں۔ تاکہ اپنی حیثیت کے مطابق اس کام میں حصہ لے سکیں۔ اور اس سال اپنے وعدے پورے کرنے کی کوشش کریں۔ مگر شرط یاد رکھیں کہ جماعت سے باہر کے لوگوں سے اس فنڈ کے لئے چندہ لیا جائے۔ جو غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کے لئے خرچ ہوگا۔

احمدی خدا کے سپاہی ہیں اب چونکہ شام کا وقت ہو رہا ہے۔ اور سردی میں تکلیف زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے میں دوستوں کو یہ کہہ کر تقریر ختم کرتا ہوں۔ کہ اچھی طرح جان لیں۔ وہ سپاہی ہیں۔ دیکھو دنیوی گورنمنٹوں کے سپاہی کتنی چستی اور کتنی بہادری سے کام کرتے ہیں۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ اگر خدا کے سپاہی کہلا کر ہم سستی کریں۔ یاد رکھیں ہم نے خدا تعالےٰ سے عہد کیا ہوا ہے۔ اور اس کے لئے ہم خدا تعالےٰ کے حضور جواب دہ ہوں گے۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔

پس اے میرے دوستو۔ بھائیو اور عزیزو! اپنے اس عہد اور اس ذمہ داری کو سمجھو۔ اور ذوق پیدا ہو۔ آپ لوگوں میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ سلسلہ احمدیہ اور اسلام کی خدمت کے لئے کسی کے یاد دلانے کی ضرورت نہ رہے۔ جس کا بچہ بیمار ہو۔ اسے بیمار داری کے لئے کوئی یاد نہیں دلایا کرتا۔ اگر کسی ماں سے کہا جائے۔ کہ تو اپنے بیمار بچہ کی طرف توجہ کر۔ تو وہ ناراض ہونے لگ جائے گی۔ اور کہے گی کیا تجھے مجھ سے زیادہ بچہ کے ساتھ محبت ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اسلام جس کے مقابلہ میں مال۔ جان۔ اولاد کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کے لئے یاد دہانیاں کرانی پڑیں۔ آپ لوگ اپنے قلوب میں تغیر پیدا کریں۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت کو میخ کی طرح گاڑ لیں جب تک یہ حالت پیدا نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسلام ایک طاقت اور قوت ہے جو وہ ضرور پھیل کر رہے گا۔ مگر ہمارا کام یہ ہے۔ کہ ہمارے ذریعہ پھیلے۔ تم یہ مت سمجھو کہ اگر تم دین کے لئے قربانی کرو گے۔ تو اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ دیکھو گذشتہ جنگ کے دوران میں جو لوگ مارے گئے۔ وہ دنیا میں موجود نہیں۔ ان کے نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ مگر ان کے نام مٹے نہیں۔ بلکہ ہر قلب پر کندہ ہیں۔ اور غیر معروف اور غیر معلوم لوگوں کی عزت کی جاتی ہے۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ وہ تو ضرور زندہ رہتے ہیں۔ پس اپنے دلوں میں تغیر پیدا کرو۔ اور اپنے دلوں بلکہ اپنی کھالوں کو بدل ڈالو۔ ایسی تبدیلی کرو۔ کہ لوگ تمہارے چہروں

سے معلوم کر لیں۔ کہ یہ مسلمان ہیں۔ اور خدا کی فوج کے سپاہی ہیں۔ جب انگریز کی فوج کا کوئی سپاہی وردی پہنے جا رہا ہو۔ تو احمدی کو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ کافر دل کا سپاہی جب اتنا چست ہے تو کیا میں خدا کا سپاہی ہو کر سست رہوں گا۔ وہ سپاہی دس پندرہ روپے کے لئے اتنا چست ہے۔ تو کیا میں خدا کی نعمت پا کر سست رہ سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ اور آپ کو اپنے دین کی خدمت کی توفیق دے۔

بلکہ ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان افعال سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اپنی وفات سے چند دن پہلے آپؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے دیکھو میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں قبروں کو سجدہ گاہ ہرگز نہ بنانا (صحیح مسلم کتاب المساجد) آپؐ نے اپنے آخری ایام میں یہ بھی فرمایا کہ لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد یعنی خدا یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

میرے عزیزو! اس تعلیم کا زیادہ تر تعلق ظاہری اعمال اور روزمرہ کی بول چال سے ہے لیکن تعلیم توحید حقیقت میں مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ تثلیث روح کے ذرہ ذرہ میں خدا کی وحدانیت کی تجلی ظاہر نہ ہو اس ضمن میں آنحضرت صلعم نے یہ تعلیم دی ہے کہ انما الاعمال بالنیات یعنی انسان کے تمام کاموں کا دارومدار اس کی نیت پر ہے جب تک ہر کام کا اصل محرک رضائے خدا کا حکم اور اس کی اطاعت و خوشنودی نہ ہو اس وقت تک کوئی عمل مکمل یا فائدہ مند نہیں ہو سکتا اس ضمن میں آپؐ نے یہ تعلیم دی کہ ریا یعنی خدا کے سوا کسی اور کو دکھانے کے لئے کام کرنا شرک ہے۔ اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ چھپا ہوا شرک یہ ہے کہ انسان کوئی کام دوسروں کی موجودگی کے سبب سے کرے آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ مجھ کو سب سے زیادہ جس کا تم پر خوف ہے وہ شرک اصغر ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ریا یعنی دکھاوا۔ ایک دفعہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگوں کو اپنے اپنے عمل کا بدلہ مل رہا ہو گا تو خدا ریا کار لوگوں سے کہے گا کہ تمہارے لئے ہمارے یہاں کچھ نہیں تم انہی کے پاس جاؤ جنکے دکھانے کو دنیا میں یہ کام کیا کرتے تھے (باقی)

اسلام میں توحید کامل کا نظریہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

اسلام کے ذریعہ اس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہوا ہے۔ چنانچہ جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ جواب آپؐ کو تلقین فرمایا کہ:-

وقالوا لولا انزل علیہ
اٰیٰت من ربہ قل انما
الاٰیٰت عند اللہ وانما
انا نذیر مبین۔
(سورہ عنکبوت ع ۵)

یعنی منکر لوگ کہتے ہیں کہ ان (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کے خدا سے نشان اور معجزات کیوں نہ اترے ان کو کہہ دے کہ معجزات تو خدا کے پاس ہیں اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔"

گویا معجزات اور نشانات کا اصل منبع تو خدا ہے خدا کے سوا کسی اور ہستی کو حسب خواہش معجزات دکھانے پر قادر قرار دینا غلط اور شرک کی متضاد ہے۔

خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا بھی جیسا کہ اس سے پہلے وضاحت کی جا چکی ہے شرک ہے۔ اسلام نے اس کو نہایت سختی سے روکا ہے۔ دوسرے بہت سے مذہب بتوں اور مذہبی رہنماؤں کے آگے سجدہ کرنا درست خیال کرتے تھے لیکن آنحضرتؐ نے جو توحید کامل کی تلقین کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہایت سختی سے اس کو روکا اور سجدہ تعظیمی کو بھی ممنوع قرار دیا اور فرمایا کہ اگر خدا کے علاوہ میں کسی کے سامنے سجدہ کی اجازت دیتا تو بیوی کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے آگے سجدہ کرے۔

شرک کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا کی وہ صفات جو اس کے لئے مخصوص ہیں وہ اس کے غیروں میں تسلیم کی جائیں۔ ان میں سے ایک صفت علم غیب ہے۔ اکثر اہل مذاہب یہ عقیدہ رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں کہ ان کے پیغمبر، اوتار یا اولیاء غیب کا علم جانتے تھے۔ اور آئندہ آنے والے واقعات کے متعلق پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس بارے میں واضح اعلان کیا گیا کہ:-

عندہ مفاتح الغیب
لا یعلمہا الا ھو۔
(انعام ع ۷)

یعنی خدا کے پاس ہی غیب کی کنجیاں ہیں جن کو سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کے جاننے کے متعلق اپنی ذات کی بھی نفی کی چنانچہ ایک دفعہ ایک شادی کے موقعہ پر بعض لڑکیاں آپؐ کی موجودگی میں گا رہی تھیں گاتے گاتے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ الفاظ کہے:-

وفینا رسول یعلم ما فی غد

یعنی ہم میں ایک ایسا پیغمبر ہے جو آئندہ کی باتیں جانتا ہے۔ جب آپؐ نے یہ الفاظ سنے تو ان لڑکیوں کو ان الفاظ کے گانے سے منع فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس حقیقت کے واضح کرنے کے لئے ان الفاظ میں حکم دیا قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب (انعام ع ۵)

یعنی اے پیغمبر تو کہہ دے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔

یہ وہ پاکیزہ اور کامل توحید ہے جس نے اوہام پرستی۔ فال۔ شگون۔ نجوم اور غیب دانی اور دوسرے پُر فریب طریقے مٹا دیئے اور غیب کی بادشاہت پر خدا کے سوا کسی اور کی حکومت قائم نہ رکھی۔ اس تعلیم کے اثر سے جادو۔ طلسم۔ جن۔ ٹونے۔ منتر۔ تعویذ گنڈے اور شیاطین کی غیبی طاقتوں کا قلع قمع ہو گیا۔ اور خدا کے سوا تمام دوسری مخفی طاقتوں کا ڈر انسان کے دل سے ہمیشہ کے لئے نکال کر پھینک دیا گیا اور خدا کے سوا کسی اور سے غیبی امداد طلب کرنا جو شرک ہے موقوف ہو گیا۔

میرے محترم حاضرین! شرک کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب کفارہ اور شفاعت کے وہ غلط معنی تھے جو عربوں اور عیسائیوں اور بعض دیگر اقوام میں رائج تھے۔ عربوں کا یہ غلط تصور تھا کہ خدا اور بندوں کے درمیان وہی نسبت ہے جو ایک قاہر اور جابر بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان ہے جس طرح بادشاہ کے دربار تک رسائی ایک عام اور معمولی رعایا سفارشیوں اور مقربوں کے بغیر حاصل نہیں کر سکتی اسی طرح خدا کے حضور رسائی حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے بتوں، دیوتاؤں اور فرشتوں کو اپنا سفارشی اور درباری سمجھتے تھے اور ان کو خوش کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور کہتے ہیں کہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (الزمر ع ۱) یعنی ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تقرب میں نزدیک کریں۔

عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا اور ہے کہ باپ خدا نے تمام انسانوں کو جو موروثی طور پر گنہگار ہیں اپنے اکلوتے بیٹے (حضرت عیسیٰ) کو قربان کر کے ان کے گناہوں کا کفارہ دے دیا۔ اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ اور ان کے بعد ان کے جانشین پوپ کو گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار دے دیا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (توبہ ع ۵) یعنی ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ چنانچہ انہی خیالات اور عقاید کی وجہ سے Priesthood (پروہتائیت) کی بنیاد پڑی ہے لیکن اسلام ایک ضعیف اور بے کس بندے کو بھی خدا سے براہ راست تعلق پیدا کرنے میں کوئی روک ڈالنا درست قرار نہیں دیتا۔ اسلام میں کوئی Priesthood نہیں ہے۔ وہ بہ بانگ بلند یہ اعلان کرتا ہے کہ یوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون ولم یکن لھم من شرکائھم شفعٰؤا (روم ع ۲) یعنی جب قیامت قائم ہو گی تو مشرکین ہول گے کہ جن کو وہ خدا کا شریک کیا کرتے تھے ان میں سے کسی کی بھی سفارش کام نہ آ سکی۔

شرک کی ایک نہایت باریک صورت یہ ہے کہ لوگ غیر خدا کی قسمیں کھاتے ہیں۔ قسم کھانے کے معنی حقیقت میں شہادت کے ہیں جس کی قسم کھائی جاتی ہے اس کو دراصل واقعہ کا گواہ بنایا جاتا ہے۔ جہاں بت پرستی کا رواج ہے۔ وہاں بتوں اور دیوتاؤں کی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ عرب کے لوگ اپنے دیوتا لات اور عزیٰ کی قسمیں کھاتے تھے۔ آنحضرتؐ نے خدا کے سوا دوسروں کی قسم کھانے سے منع کیا اور فرمایا: من حلف بغیر اللہ فقد اشرک یعنی جو خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھاتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔

حضرات! سیدنا حضرت بانیٔ اسلامؐ کو توحید کامل کے قیام کا اتنا خیال تھا کہ آپؐ نے لوگوں کو اس سے بھی منع کر دیا کہ وہ غلاموں کو عبد یعنی بندہ کہیں۔ اور غلام اپنے آقا کو رب کہیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اپنے غلام یا لونڈی کو اس کا آقا میرا بچہ یا بچی کہے اور غلام اپنے آقا کو سید کہیں۔

شرک کا ایک بڑا ذریعہ قبر پرستی یا یادگار پرستی ہے۔ قبروں، سمادھیوں اور یادگاروں کو لوگ عبادتگاہ بنا لیتے ہیں۔ وہاں سالانہ اجتماع کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں۔ نذریں چڑھاتے ہیں

(باقی کالم ملے پر)

مختلف مقامات میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب

(بتوسط نظارت دعوۃ و تبلیغ)

جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز

۲۰ فروری ۱۹۶۱ء بروز ... ساڑھے ۸ بجے شب بعد نماز عشاء در تا ذبح مسجد احمدیہ موسیٰ بنی مائنز میں جلسہ مصلح موعود خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد مکرم شیخ عبد الشکور صاحب سیکرٹری مال نے جلسہ کی غرض و غایت بتلاتے ہوئے "مصلح موعود کے کارنامے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعد ازاں مکرم حیدر خاں صاحب نے "مصلح موعود کے ذریعہ تبلیغ اسلام دنیا کے کنارہ تک" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مختلف ممالک میں احمدیہ مشن کے قیام اور مبلغین کی مساعی کا ذکر کیا کہ کس طرح حضور کی قیادت میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز نے مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئی کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے عنوان پر کی۔ اور کئی جہتوں سے ثابت کیا کہ حضور ہی وہ موعود فرزند ہیں جن کے ذریعہ تین کو چار کرنے والی پیشگوئی مختلف جہات سے عظیم الشان طور پر پوری ہوئی۔ آخر میں خاکسار نے مجموعی طور پر مصلح موعود کی پیشگوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور کے رؤیا کا بتفصیل ذکر کیا۔ جو حضور نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا تھا۔ اور ثابت کیا کہ بلاشبہ حضور ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اس طرح ہمارا اجلاس گیارہ بجے ایک لمبی اور پُرسوز دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ اس مبارک تقریب پر بعد جلسہ حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

خاکسار سید محمود صاحب مبلغ موسیٰ بنی مائنز

جماعت احمدیہ او۔ ایم۔ پی کٹک ۳

۲۰ فروری بوقت سات بجے شام زیر صدارت مکرم مولوی محمد صالح صاحب صدر جماعت جلسہ "مصلح موعود" منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی عبد الصمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے حضور کی نظم "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے۔ پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو" نہایت خوش الحانی سے پڑھتے ہوئے اس کی تشریح کی۔ ازاں بعد مکرم صدر صاحب نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس موعود فرزند کی ہمیں بشارت دی تھی۔ وہ آج ہم میں موجود ہے۔ اس کے بعد جلسہ کی غرض و غایت اور لدھیانہ اور ہوشیار پور کے سفر کے واقعات اور مصلح موعود کی پیشگوئی کو واضح طور پر بیان فرمایا آپ کے بیان نے حاضرین جلسہ کے دلوں کو سوز و گداز سے بھر دیا۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مصلح موعود کا زمانہ عطا فرمایا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی اپنے رنگ میں اصلاح کریں اور پختہ عہد کریں کہ ہم میں جس قدر کمزوریاں یا خامیاں ہیں ان کو حتی الامکان دور کر دیں گے۔ اسی طرح جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ وہاں ہماری نیک تبدیلی سے سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود بھی اپنے ان خدام پر فخر کریں۔ اور مصلح موعود کی آمد کا مقصد پورا ہو۔ دورانِ تقریر میں حاضرین جلسہ زیر لب اپنے محبوب امام کے لئے پُرسوز دعاؤں میں مصروف تھے۔

جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر نے حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے ایک لمبی دعا کرائی اور جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے او۔ ایم۔ پی کا انسٹیٹیوٹ کلب جو وسیع ہال ہے حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اولوالعزم مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کو محض اپنے فضل و کرم سے صحت و تندرستی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار ناظر خاں سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ او۔ ایم۔ پی کٹک ۳

جماعت احمدیہ جمشید پور

۲۰ فروری زیر صدارت پروفیسر امیر جماعت مکرم محمد سلیمان صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے احباب کرام سے استدعا کی کہ ان مقاصد کو مدنظر رکھیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا وجود نہایت ہی بابرکت ہے۔ ایسی ہستیاں صدیوں کے بعد ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اس دور کو پایا۔ لہٰذا ہم کو اس کی قدر کرنی چاہیئے اس کے بعد وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ کس طرح حضور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر حضور کے سرہانے کھڑے ہو کر ایک عزم کیا کہ اگر سارے لوگ آپ کو چھوڑ دیں تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت یا دشمن کی پرواہ نہ کروں گا آپ اس عزم کو لے کر اٹھے اور حقیقتاً ہر باد مخالف اور طوفان بے تمیزی کے موقعہ پر سینہ سپر رہے چنانچہ پیغامیوں کا فتنہ۔ مستریوں کا فتنہ۔ مصری کا فتنہ اور فتنہ احرار۔ ۱۹۵۳ء کے فتنے اور پھر ۱۹۵۳ء کے فتنہ کو کچل کر رکھ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نے ہر موقعہ پر آپ کے قدم چومے۔ اور آپ اپنے ایک رؤیا کے مطابق "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتے ہوئے اپنی منزل کی طرف تیزی سے بڑھے اور ہر ملک میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس کے بعد مکرم پیارے منشی امیر صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے عنوان پر تقریر کی۔ اور آپ نے پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کن حالات میں یہ پیشگوئی کی گئی اور کس طرح خدا تعالیٰ نے اس کو پورا فرمایا۔ پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کر سنائے گئے۔ اور دوستوں کو نصیحت کی کہ ہماری ذمہ داریاں کس قدر بڑھ گئی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جتنا بڑا انعام اپنے بندوں پر کیا کرتا ہے۔ اسی قدر ذمہ داریاں بھی بڑھ جایا کرتی ہیں۔ دوستوں کو زیادہ سے زیادہ حضور کی ذات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب مقامی نے "مصلح موعود کے کارناموں" پر تقریر کی۔ احمدیت کا چار دانگ عالم میں [illegible] قرآن کریم کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہونا۔ افریقہ میں عیسائیوں کا احمدیت کے مقابلہ میں پسپا ہونا وغیرہ تمام باتوں کو پیش کرتے ہوئے آپ کے کارناموں کی وضاحت کی۔ نیز [illegible] کریم بالمقابل میں لکھ کر تمام دنیا کو مقابلے کا چیلنج اور مخالفین کا جواب نہ دینا سب امور کو وضاحت سے بیان کیا۔ اور دوستوں کو حضور کی آواز پر لبیک کہنے کی تاکید فرمائی۔ آخر میں مکرم پروفیسر امیر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں حضور کی ذہانت و خداداد علم پر روشنی ڈالی۔ اور جلسہ بعد دعا برخاست ہوا۔

خاکسار سید محمد بدر الدین احمد سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جمشید پور

جماعت احمدیہ بھرت پور

جماعت احمدیہ ابراہیم پور بھرت پور بنگال نے بعض مجبوریوں کی وجہ سے بجائے ۲۰ فروری کے ۲۱ فروری بعد نماز عشاء تا ذبح جلسہ مصلح موعود منایا۔ جلسہ کی کارروائی مکرم عبد الستار صاحب قائد خدام الاحمدیہ کی صدارت میں حسب ذیل پروگرام کے مطابق شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم محمد یونس صاحب نے کی۔ اس کے بعد خاکسار عبد المطلب نے نظم پڑھی۔ نظم کے بعد خاکسار نے مختصر طور پر جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اور بتایا کہ یہ دن ہمارے لئے بہت ہی مبارک اور خوشیوں کا دن ہے۔

اس کے بعد مکرم سراج الدین صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ کن حالات میں یہ پیشگوئی کی گئی۔ پیشگوئی کی اصل عبارت پڑھ کر سنائی اور پھر اس کے پورا ہونے کا بتفصیل ذکر کیا۔

پھر مکرم ابو القاسم صاحب نے تقریر فرمائی جس میں سیدنا حضرت اقدس کے رؤیا کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح یہ رؤیا بھیرولوہ کی آبادی کے ساتھ حرف بحرف پورا ہوا۔ اس کے بعد خاکسار نے "مصلح موعود کے کارنامے" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور تفصیل سے حضور کے عظیم الشان کارناموں کا ذکر اپنی تقریر میں کیا۔ اور دوستوں میں حضور کی صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی زندگی کے لئے دعا کی تحریک کی اور جلسہ ایک لمبی دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

اس سال ہم نے جلسہ گاہ کا گیٹ رنگا رنگ کے کاغذوں سے مزین کیا تھا۔ جو دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا۔ علاوہ ازیں اس دن خصوصیت سے بچوں کی کھیلوں کا پروگرام بنایا گیا تھا کہ ہم اس خوشی میں ظاہری بھی اچھلیں کودیں۔

خاکسار عبد المطلب مبلغ بھرت پور

لجنہ اماء اللہ امروہہ

لجنہ اماء اللہ امروہہ نے جلسہ مصلح موعود مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۶۱ء بعد نماز عشاء وسیع پیمانہ کے مکان پر زیر صدارت ہاجرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ امروہہ منایا۔

تلاوت قرآن کریم ہاجرہ بیگم صاحبہ نے کی۔ اور عزیزہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے درثمین سے نظم پڑھی۔ تلاوت و نظم کے بعد

عابدہ بیگم صاحبہ نے اخبار بدر میں سے مضمون "پیشگوئی مصلح موعود ایک زندہ نشان" پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزہ امۃ القیوم نے درثمین سے نظم پڑھ کر سنائی۔ پھر رابعہ خاتون صاحبہ نے اخبار بدر سے "اسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک" مضمون پڑھا۔ جس کا حاضرات جلسہ پر گہرا اثر ہوا۔ ازاں بعد محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ نے حضرت اقدس مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا "احمدیت کا پیغام" پڑھ کر سنایا۔

آپ کے بعد مکرمہ ساجدہ بیگم صاحبہ نے ملفوظات امام الزمان پڑھ کر سنائے۔ بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی تین گھنٹے کی کارروائی کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ لجنہ اماء اللہ امروہہ کا یہ سب سے پہلا جلسہ تھا۔ جو انہوں نے اپنی تنظیم کے ماتحت منعقد کیا۔ اور بہت کامیاب رہا۔ اس کامیابی سے خوش ہو کر مکرم شفیع میاں صاحب نے لجنہ کو ایک روپیہ انعام دیا۔ جو صدر صاحبہ نے لجنہ کے انتظامات کے لئے بطور امانت رکھ لیا۔

خاکسار منظور احمد مبلغ امروہہ

جماعت احمدیہ کیرنگ

۲۰ فروری۔ جماعت احمدیہ کیرنگ نے بعد نماز مغرب خاکسار کی صدارت میں جلسہ مصلح موعود منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم درثمین اور دعا کے بعد مکرم منشی فیاض الدین خان صاحب نے "نور آتا ہے نور" اور "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے موضوعات پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جب خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دین اسلام کے احیاء کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تو حضور نے جہاں تکمیل اشاعت کے کام کو مضبوط بنیادوں پر قائم فرمایا۔ وہاں اپنے بعد ایک موعود فرزند کی بشارت دی کہ میرے بعد وہ میرے کام کی تکمیل کرے گا۔ وہ "نور" جس کے آنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشارت دی تھی آج اپنی نورانی شعاعوں کے ساتھ ہم میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو علوم ظاہری و باطنی سے ایسا پُر کیا کہ اس کے انوار میں سے ایک زندہ نور تفسیر کبیر کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اس تفسیر میں حضور نے قرآنی نور و اسرار کو اظہر من الشمس کر دیا۔ ہمیں اس نور سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

آپ کے بعد دوسری تقریر مکرم صو[فی]

صاحب جماعت کیرنگ نے فرمائی۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کرتے ہوئے پسر موعود کی جملہ صفات کو ایک ایک کر کے حضور پر واقعاتی لحاظ سے ثابت کیا۔ آپ کی تقریر نہایت ہی مؤثر تھی۔ اپنی تقریر کے آخر پر آپ نے حضور کی جاری کردہ تحریکات "تحریک جدید" اور "وقف جدید" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تاکید فرمائی۔

اس کے بعد خاکسار نے "خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح شروع خلافت سے لیکر اب تک خدا تعالیٰ کا سایہ حضور کے سر پر رہا۔ اور ہر میدان میں خدا تعالیٰ کا تائیدی ہاتھ حضور کے شامل حال رہا۔ اور واقعاتی لحاظ سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر حضور کی تائید فرماتے ہوئے حضور کو کامیابی بخشی۔ اور بخشتا جا رہا ہے۔ اور پیشگوئی میں یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضور سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور غیب کی خبریں حضور کو دیتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں دی گئیں۔ بعد میں اصل پیشگوئی کے الفاظ حاضرین کو پڑھ کر سنائے گئے۔ اور حضور کی کامل صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کے بعد جلسہ ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوا۔

(خاکسار محمد شاہ مبلغ جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ))

رمضان المبارک کی برکات

از مکرم عبد اللطیف صاحب ملکانہ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

رمضان ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبت الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت کا جذبہ پیدا کرنے کی خاص الخاص صلاحیت رکھتا ہے۔ حضرت شارع علیہ التحیۃ والسلام کے احکام کی پابندیوں میں اگر دیکھا جائے تو روزہ مذہب اسلام میں مقرر کردہ جملہ عبادات کا پُر لطف مجموعہ ہے۔ چنانچہ نماز کی پابندی عادتوں میں التزام ذکر الٰہی کی طرف توجہ۔ تلاوت کلام پاک کی تعہد اور صدقہ و خیرات کا اہتمام یہ سب نیکیاں اس برکت والے مہینہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں اس بابرکت مہینہ کے آخر میں گویا مخصوص عشرہ جزوی تبتل کی زندگی اور انقطاع الی اللہ کا نمونہ رکھتا ہے اس مبارک عشرہ میں وہ بلند قدر رات آتی ہے جو عبادت گزاری اور دعاؤں میں انہماک رکھنے والوں کے لئے گویا معراج کی صورت پیدا کر دیتی ہے رمضان المبارک کا مہینہ کس قدر بلند شان رکھتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے بیان میں حق تعالیٰ نے فرمایا:۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینٰت من الھدی و الفرقان۔

کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں قرآن مجید جیسی اکمل و اعلیٰ کتاب نازل کی گئی۔ ایسی کتاب جو جمیع اقوام عالم کیلئے ہدایت کا موجب ہے اور اس کے اندر روحانیت کے ایسے حقائق و معارف فصاحت و بلاغت سے پُر کھُوس و واضح دلائل ہیں جو موجب ہدایت ہیں۔

اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں۔ غرضیکہ ایسی زبردست کتاب کو اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں نازل فرمایا ہے یہ امر اس عظیم القدر مہینہ کی افضلیت پر دال ہے۔

رمضان المبارک کی برکات و فضائل بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مقدس مہینہ صرف انہیں فضائل کا حامل نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ "واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ جب میرے بندے مجھ سے مانگتے ہیں تو میں ان کے پاس ہوتا ہوں جب دعا کرنیوالا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ دعا کرنیوالا مجھے بھی (یعنی میرے حکم کو) قبول کرے اور مجھ پر پختہ ایمان و یقین رکھے تا اس کا انجام بخیر ہو۔ یوں تو اللہ تعالیٰ ہر دم پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے لیکن رمضان المبارک کی یہ خاص فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کے فضل کی بے پناہ بارش اس مہینہ میں پے در پے ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود ہی سائل کا جواب بن جاتا ہے اور اس کے نزدیک تر آ جاتا ہے اور اس پر اپنی رحمتیں نچھاور کرتا ہے۔

فیوض و برکات الٰہی کے یہ لازوال اور بیش بہا خزانے اُن کی تقسیم رمضان المبارک کے مقدس ایام میں زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے چنانچہ لیلۃ القدر جو رمضان شریف کا مقدس ترین حصہ ہے وہ بھی اسی مبارک مہینہ میں آتی ہے۔ اسکے متعلق اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلٰم ھی حتی مطلع الفجر (رکوع ۲۲ پ ۳۰)

خدا فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو ایک عظیم الشان (تقدیروں) والی رات میں اتارا ہے اور اے مخاطب تجھے کس چیز نے [illegible] یہ عظیم الشان رات جس میں تقدیر بیان کی گئی [illegible] ہے یہ عظیم الشان تقدیروں والی رات تو ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے یعنی ۸۳ برس اور چار مہینے ہے۔ اس میں فرشتے اور کامل روح اُس رات میں اپنے رب کے حکم سے تمام (دینی و دنیوی) امور لیکر اُترتے ہیں۔ اور اس میں تجلی و رحمت خاص جناب باری کا ہوتا ہے۔ غروب آفتاب سے لیکر طلوع صبح صادق تک اور اس میں فرشتے اُترتے ہیں اور بڑے بڑے کام واقع ہوتے ہیں۔

غور فرمایئے کس قدر عظیم الشان ہے یہ رات! اور کتنا رفیع المرتبت ہے یہ مبارک مقدس مہینہ! جس کی صرف ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

رمضان المبارک کی برکات از روئے حدیث

قرآن حکیم کی آیات بینات کے ذکر کے بعد آنحضرت صلعم کے ارشادات عالیہ جو قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں رمضان المبارک کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ میں سے چند ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان تشریف لے آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ قال رسول اللہ صلعم اذا کان اوّل لیلۃ من شھر رمضان صفدت الشیٰطین و مردۃ الجن و غلقت ابواب النیران فلم یفتح منھا باب و فتحت ابواب الجنۃ فلم یغلق منھا یعنی رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطان اور سرکش جن قید کئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اس میں سے کوئی نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس میں سے کوئی بند نہیں کیا جاتا (ترمذی)

درحقیقت یہ اس اعلیٰ ماحول کی طرف اشارہ ہے جو رمضان کی آمد سے جماعت مومنین کے لئے تیار کر دیا جاتا ہے۔

(۳) حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں . . . ان میں سے ایک کا نام ریان ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہونگے (بخاری مسلم)

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان شریف میں سچے دل اور پختہ یقین کے ساتھ روزے کا احترام کرے ثواب کی خاطر اُسے پورا کرے اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص اس نیک جذبہ کے ماتحت رات کے وقت ذکر الٰہی اور نوافل کی ادائیگی کا احترام کریگا تو اُس کے بھی تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائینگے اور اسی طرح جس نے لیلۃ القدر میں ایمان و ثواب کی خاطر قیام کیا اسکے بھی سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

رمضان المبارک میں روزہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

امام غزالی نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "احیاء علوم الدین" میں ایک روایت نقل کی ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ! تم ہمیشہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہو۔ عائشہ نے پوچھا کہ وہ کیسے تو فرمایا کہ بھوک سے

زندگی کے متعلق دو نظریے

دنیوی زندگی کے متعلق ہمیشہ حکماء کے دو نظریے رہے ہیں۔ ایک نظریہ تو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

دوسرا نظریہ ترک دنیا۔ ترک لذات و ترک خواہشات کا ہے۔ ان دونوں نظریوں کے داعیوں میں بڑے بڑے حکماء و فلاسفر کے نام آتے ہیں۔ یونانی فلسفیوں میں بھی دونوں طبقہ خیال کے لوگ موجود تھے۔ ہندوستان میں بھی ہمیشہ ان دونوں خیالات کے حامی رہے ہیں۔ حضرت رام چندر علیہ السلام کے عہد میں اگر ایک طرف والمیکی رشی جنگل کی کٹیا میں مجاہدہ ریاضت اور مشقت کر رہے تھے۔ تو دوسری طرف شہر اجودھیا کے رہنے والے نہایت متنعم و فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ شہر کی تہذیب نہایت ترقی یافتہ تہذیب تھی۔ اور اس شہر کے رہنے والے دنیا کی نعمتوں سے حظ اٹھانا اپنا فطری حق سمجھتے تھے۔

اسلامی معاشرت اور معرفت نفس

اسلام نے انسانی معاشرت کا جو مثالی نقشہ پیش کیا ہے، وہ جنتیوں کی معاشرت ہے۔ اچھی صحت۔ عمدہ لباس۔ آرام دہ کشادہ گھر۔ صحت بخش غذا۔ دودھ شہد۔ پھل پھلیریاں۔ سبزی۔ گوشت۔ یعنی وہ تمام کھانے جن میں الف سے لے کر ی تک کی حیاتین ملتی ہے۔ پھر آرام و آسائش کے سامان۔ میز کرسی تخت۔ گاؤ تکیہ وغیرہ۔ یہ ہے جنتیوں کی معاشرت جس کا نقشہ بار بار قرآن پاک نے کھینچا ہے۔ اور مسلمانوں کو ایسا ہی آرام دہ ماحول اور ترقی یافتہ معاشرہ قائم کرنے کی ترغیب دی ہے

بظاہر یہ تعلیم ایسی ہے جو بابر بعیش کوش" والے نظریے کی طرف لے جاتی ہے۔ مگر واقعہ یہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے ان ترغیبات کے ساتھ ایک اور ترغیب دی ہے۔ جو انسانی مزاج میں اسی طرح مصلح کا کام کرتی ہے جس طرح طب کے مفردات میں ہر غذا کا فساد دور کرنے کے لئے اس کا ایک مصلح بیان کر دیا گیا ہے۔ اسلام نے انسانی مزاج کی اصلاح کے لئے جو مصلح پیش کیا ہے۔ اس کا نام "معرفت نفس" ہے حتیٰ کہ اس نے عرفان الٰہی کو بھی معرفت نفس کا ایک تکملہ قرار دیا ہے

وفی انفسکم افلا تبصرون

علم النفس

"علم نفس" ہمیشہ حکماء کا ایک زبردست "موضوع فکر" رہا ہے۔ اور یہی وہ موضوع ہے۔ جو انسان کو "کرم دنیا" بننے سے بچاتا ہے۔ داؤد و سلیمان۔ کرشن چندر و رام چندر ایسے بادشاہ گذرے ہیں جنہیں دنیوی تنعمات سے حصہ وافر ملا تھا۔ مگر اس سے زیادہ حصہ انہوں نے "معرفت نفس" سے پایا تھا۔ اس لئے ہم ان بزرگوں کو شاہی میں گدائی کرتے دیکھتے ہیں۔

روزہ

قرآن پاک نے ہمارے سامنے "معرفت نفس" کا جو نصاب پیش کیا ہے۔ اس کا ایک اہم باب روزہ ہے۔ یعنی عرفان الٰہی اور معرفت نفس کی نیت سے بھوک و پیاس کی تکلیف برداشت کرنا اور قرآن پاک کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ "معرفت نفس" کا یہ نصاب خدا نے دنیا کی تمام قوموں کے سامنے پیش کیا ہے۔ جیسا وہ فرماتا ہے کہ

یایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم

اے مومنو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔

صفت صبر

"علم النفس" میں سب سے زیادہ زور جس بات پر دیا گیا ہے وہ "صبر" ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ

ان اللہ مع الصابرین

اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

"صفت صبر" انسان کے ساتھ ایسی خصوصیت رکھتی ہے کہ اگر منطقیوں نے انسان کو "حیوان ناطق" کہا ہے۔ تو فلسفی اس کو بجا طور پر حیوان صابر کہہ سکتے ہیں اور "روزہ" "صفت صبر" کا ایک اعلیٰ مظاہرہ ہے۔ ایسا مظاہرہ کہ انسان کلی طور پر حیوان سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ پھر یہ صبر انسان کو ایک نورانی نقطے کی طرف لے جاتا ہے جس سے انسان آب و گل کی ظلمات سے نجات پاتا ہے۔

انبیاء و اولیاء

وہ اہل دل انسان جنہیں ہم انبیاء و اولیاء کہتے ہیں۔ سبھوں نے سلوک کی منزلیں طے کرنے میں روزے سے مدد لی ہے تمام تذکرے متفق ہیں۔ کہ انہوں نے روحانی مقامات حاصل کرنے کے لئے پیہم روزے رکھے۔ یہ روزے انہیں ایک نورانی عالم کی طرف لے گئے۔ حتیٰ کہ ان پر ماضی و حال اور مستقبل ایک طرح روشن ہو گئے۔

روزہ اور صحت انسانی

جو لوگ "علم النفس" کے اس نکتے سے نا واقف ہیں وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ روزہ صحت انسانی کے لئے مضر ہے مگر یہ واقعہ ہے کہ نظریے اور قیاس پر مشاہدے اور تجربے کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ہزرگ جو روزہ رکھتے تھے اور مجاہدہ و مشقت بھی کرتے تھے کیا ان کی صحت آج کے معیار صحت سے گری تھی۔ اور کیا ان کی عمر کی اوسط آج کی عمر سے کم تھی۔ آج اگر کوئی شخص سو سال کی زندگی پاتا ہے۔ تو دنیا میں دھوم مچ جاتی ہے۔ اخبارات میں چرچے ہوتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا جو "فن رجال" ہے اس کا مطالعہ کیجئے تو ایسے بیسیوں روزہ دار ملیں گے جن کی عمریں سو سے بہت متجاوز تھیں۔ جیسے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت انسؓ وغیرہ

عربوں اور ایرانیوں کا موازنۂ صحت

علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں ایک جگہ ایرانیوں اور عربوں کی صحت کا مقابلہ کیا ہے۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ بسیار خوری کوئی صحت کی علامت نہیں ہے۔ وہ اپنے زمانے کا مشاہدہ بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ایک عرب جوان کا جو صرف فطری غذا کھاتا ہے ایک ایسے ایرانی جوان سے مقابلہ کرو جو انواع و اقسام کے کھانے کھاتا ہے۔ تو عربی جوان کے مقابلہ میں ایرانی ڈھلکو بے ڈول اور بد وضع معلوم ہوگا۔ حالانکہ عربوں کو ایرانیوں جیسی خوراک کبھی میسر نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحت کی بنیاد بسیار خوری پر نہیں ہے۔ بلکہ نظام جسمانی کا ایک ایسا داعیہ بھی ہے جو ہمیشہ انسان کو روزہ رکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ ہے معدے کو اپنے عمل سے فارغ کرنے کی ضرورت۔

معدہ اور آرام

ہمارے جسم میں جتنے اعضاء ہیں انہیں ۲۴ گھنٹوں میں آرام کے چند گھنٹے میسر آتے ہیں۔ اور وہ نیند کی حالت ہے۔ مگر بے چارہ معدہ ہی ایک ایسا مزدور ہے جس کو کبھی کام سے فرصت نہیں ملتی۔ آنکھ ناک۔ کان وغیرہ جب نیند میں آرام کرتے ہیں معدہ اس وقت بھی محنت کی چکی چلاتا رہتا ہے۔ انسان کو کبھی اس پر رحم نہیں آتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ معدہ ہمیشہ مختلف عوارض میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ دست و قبض۔ نفخ۔ پیچش۔ پیٹ درد اور اخیر میں سرطان یعنی کینسر جو ابھی تک مرض لا علاج ہے۔ غور کیجئے تو انسان کا کوئی عضو عوارض کا اتنا شکار نہیں ہوتا جتنا معدہ بنا رہتا ہے۔ پھر بھی معدے کی بیماری سینکڑوں کو مجروح کرتی ہے۔ کبھی سر کو متاثر کرتی ہے۔ اور کبھی دوران خون پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اگر اور اعضاء کی طرح معدے کو بھی روزانہ چند ساعتیں آرام کی مل جاتیں تو یہ عوارض سے اتنا متاثر نہ ہوتا۔ آج ترقی یافتہ ممالک میں خوراک کی مقدار بڑھ گئی ہے۔ حیاتین کی تحقیق نے انسان کو صحت کی طرف سے اتنا بدظن کر دیا ہے کہ جب تک وہ دنیا بھر کی غذائیں اور دوائیں پیٹ میں نہ ڈال لے صحت کی طرف سے اطمینان ہی نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ رد عمل کے طور پر بہت سی بیماریاں فروغ پا رہی ہیں۔ اگر اس وقت انسان علم النفس کے اس موٹے سے نکتے پر غور کرے کہ صحت صرف بسیار خوری کا نام نہیں بلکہ قوت صبر سے معیار صحت بلند ہوتا ہے تو خود بخود روزے کی طرف مائل ہوگا۔ وہ دیکھیگا کہ روزہ ایک قوت ضبط و تحمل کا نام ہے۔ جس سے انسان کی روح میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ اور نظام جسمانی کا توازن برقرار رہتا ہے۔ حضرت سعدی نے بسیار خوری و کم خوری دونوں کا بڑے لطیف انداز میں ذکر کیا ہے۔ وہ بسیار خوروں کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ

اسیر بند شکم را دو شب نہ گیرد خواب
شبے ز معدۂ سنگی شبے ز دل تنگی

پھر وہ کم خوری کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:-

اندرون از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی

خواہشات کے بارے میں قربانی اسلام جو

ایک مکمل ضابطۂ حیات ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ ہمیں معرفت نفس کے لئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صحت توانائی اور مناسب ماحول میں زندگی کا بلا معاوضہ حصہ روزے میں گزارو۔ قرآن مجید نے نزول قرآن کے ساتھ روزے کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قرآنی وحی کے پانی سے حرص و طمع کی دہکتی ہوئی آگ بجھائی گئی۔ اسی طرح روزے کا حکم بھی انسان کو علم النفس کے باریک نکتوں سے آگاہ کرنے کے لئے دیا گیا

ماہ رمضان شہر رمضان یعنی دھوپ اور تپش کا مہینہ۔ اس دھوپ اور تپش سے نجات دلانے کے لئے پہلے تو قرآن کریم نازل ہوا۔ پھر ضلالت و جہالت کی اس گرمی سے نجات حاصل کرنے کے لئے روزے کا حکم دیا گیا۔

ماہ رمضان سردی میں آئے یا گرمی میں۔ ہمیں اس کے ظاہر سے کیا سروکار۔ روزہ تو بہر صورت حرص و طمع کی آگ سے مقابلہ شروع کرنے کا نام ہے۔ سردی اور گرمی دونوں موسموں میں پیٹ کا تنور گرم رہتا ہے۔ اور ھل من مزید کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔ اس وقت روزہ اس تنور کو سرد کرتا ہے اور اس کو صبر و ضبط کی تعلیم دیتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو دنیا بیزاری سے روکا ہے۔ اس لئے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی۔ مگر اس نے اس کی بھی شدید مخالفت کی ہے کہ دنیا پر اس طرح جھکا جائے کہ دنیا خدا اور معرفت نفس کے درمیان حجاب بن جائے اسی لئے وہ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مال کماؤ مگر زکوٰۃ اور صدقات بھی دو۔ وہ کہتا ہے تم دو تین چار عورتوں سے نکاح کرو۔ مگر زنا اور بدنظری سے پرہیز کرو۔ وہ اپنے اسی نصاب تعلیم کے مطابق کہتا ہے کہ تم دنیوی لذات و خواہشات سے کنارہ کش مت ہو مگر اس کا بار معاوضہ حصہ خدا یا "معرفت نفس" کے نام پر ترک کر دو۔

مرض و سفر میں روزے کی ممانعت لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ تم اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ مرض اور سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو اور جب طاقت جواب دے دے۔ اس وقت بھی روزہ مت رکھو۔ ہاں اگر خدا نے تم کو صحت و توانائی دی ہے۔ اور تم کو گھر کا آرام بھی حاصل ہے تو روزہ رکھو۔ بیمار اور مسافر روزہ رکھنے کی جو ممانعت ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ راستہ روزہ کے لئے سازگار نہیں … آ… … …

علاوہ مرض اور سفر صورت سفر" یہ دونوں ایسی صورتیں ہیں کہ انسان کو روزے کے بغیر خدا یاد آتا رہتا ہے۔ اور اپنے نفس کی قدر و قیمت معلوم ہوتی رہتی ہے اور جو غیر مستطیع ہیں۔ انہیں روزے کے بدلے مسکین یا کو کھانا کھلانے کا حکم آیا ہے۔ یہ حکم معرفت نفس کے نہایت بلیغ نکتے پر مبنی ہے۔ ایک تو مسکینوں اور ناداروں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اسے ہی دیکھ کر عرفان الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے مہاتما گوتم بدھ بوڑھے اور مریض کو دیکھ کر نروان "نجات" کی تلاش میں نکل پڑے۔ اس کے علاوہ شہر کی عام اقتصادی حالت کا بھی علم ہو جاتا ہے۔

فدیہ اور کفارے کی غرض غرض روزے کے بدلے جو احکام رکھے گئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جن سے روزے کی غرض و غایت حاصل ہوتی ہے۔ روزے کے ساتھ غلاموں کی آزادی کا مسئلہ بھی آتا ہے۔ یعنی اگر کسی نے بلا وجہ روزہ نہیں رکھا تو اس کو غلام آزاد کرنا چاہیئے۔ آخر روزہ اور غلام کی آزادی میں کیا جوڑ ہے ہو ایک بات تو ظاہر ہے کہ اسلام معاشرے کو غلاموں کے وجود سے آزاد کرنا چاہتا ہے۔ لیکن دوسری بات اس سے دقیق ہے۔ وہ یہ کہ جس طرح روزہ دار چند گھنٹوں کے لئے اپنی جائز خواہشات سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ چند گھنٹے مجبوری و بے بسی کی زندگی گزارتا ہے۔ اسی طرح غلام کی ساری زندگی اسی درد و بے کسی میں کٹتی ہے۔ لہذا معرفت نفس کا تقاضا تھا کہ روزے کی صعوبت پر غلام کی صعوبت کا قیاس کیا جائے۔ اور جس طرح روزہ دار شام کو بندھن سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ اسی طرح غلام کو غلامی کے بندھن سے آزاد کر دیا جائے۔ ان موقعہ پر اور بہت سے کار خیر کئے جا سکتے تھے۔ مگر غلام کی آزادی اور مساکین کے کھانا کھلانے سے نفس کا جو عرفان حاصل ہوتا ہے۔ وہ اور کسی کام سے حاصل نہیں ہوتا۔

فضائل روزہ روزے اور روزہ دار کے فضائل میں بہت سی احادیث آتی ہیں۔ انہیں میں ایک حدیث قدسی یہ ہے کہ

الصوم لی وانا اجزی بہ
یعنی روزہ میرے لئے ہے
اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔

اس حدیث قدسی میں بھی اس بات کی تائید کی گئی ہے کہ عرفان الٰہی "عرفان نفس" کا دوسرا نام ہے۔ روزہ دار جب قوت صبر سے عرفان نفس حاصل کر لیتا ہے۔ تو اسے خدا یعنی عرفان الٰہی خود حاصل ہو جاتا ہے۔ اس نکتے کو ملحوظ رکھ کر اب ان تمام آثار و روایات پر ایک نظر ڈالی جائے جو روزے یا روزہ داروں کی منقبت میں وارد ہوئی ہیں۔ تو خود بخود سب کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ رمضان میں شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انسان کی قوت صبر بیدار ہو جاتی ہے۔ اور جہاں صبر ہوگا۔ وہاں شیطانی وساوس کا کہاں گذر۔ اسی لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ سے فرمایا کہ تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہو۔ یعنی بھوک کی رہا کرو۔ یوں "احیاء علوم الدین" کی اہم فی صد احادیث پایۂ اعتبار سے ساقط سمجھی گئی ہیں۔ مگر اس حدیث کا متن بہت بلیغ ہے۔ جس سے یہ حدیث صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے حضرت عائشہ کے زمانۂ بیوگی کے دراز ہونے کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

غار حرا کی یاد ماہ رمضان کے روزے کو ایک اور اعتبار سے بھی بڑا تقدس حاصل ہے۔ وہ یہ کہ یہ روزہ دار غار حرا والے روزے کی ایک یادگار بھی ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بھوکے اور پیاسے رہ کر چند دن یاد الٰہی میں بسر کئے تھے۔ انہیں دنوں قرآن کا نزول شروع ہوا۔ اور آپ کو خلعت نبوت پہنائی گئی۔ ہمارا رمضان کا روزہ انہیں مقدس دنوں کی ایک یادگار ہے اسی مہینے میں لیلۃ القدر آتی ہے۔ جو نزول رحمت کی رات ہوتی ہے۔ پھر اس مہینے میں ہم نیکیوں کی اس گھاٹی پر چڑھتے ہیں۔ جہاں ہمیں "ہلال عید" نظر آتا ہے اور ہم خدا کے آستانے پر ایک نیا میثاق باندھنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ؎

رمضان المبارک کی برکات

(بقیہ صفحہ ۸)

(۴) حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن یہ خطبہ ارشاد فرمایا:-

اے لوگو ایک عظیم مہینہ عنقریب آ رہا ہے۔ یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس رات کا قیام نفل بنایا ہے جو کوئی اس میں قرب الٰہی کے حصول کی کوشش کرے اُسے یہ مقصد مل جائے گا۔ اور فرمایا صبر کا مہینہ ہے اور یاد رکھو صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ غمخواری کا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جس نے روزہ دار کو افطار کرایا یہ نیکی بھی اس کے گناہوں کی بخشش اور اس کو آگ سے بچانے کا موجب ہوگی۔ حتیٰ کہ پاکیزہ نیت اور خلوص کے ساتھ افطار کرانے والے کو بھی اس روزہ دار جتنا ثواب مل جاتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر سے کچھ بھی کم ہو۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلعم کے روحانی فرزند اور اسلام کے بطل جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ رمضان المبارک دعا کا مہینہ ہے "شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ (ارشادات مسیح موعود صفحہ ۱۲۹)

غرضیکہ اس مبارک مہینہ کی برکات و فیوض بے نظیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان مبارک ایام میں پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے تا ہم سب اس کے ازلی ابدی نور و رحمت کے حقیقی وارث بن سکیں۔ اور جب رمضان ہم سے رخصت ہو تو خدا کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں اور ہمارے دین و دنیا میں غیر معمولی ترقی کے رستے کھل جائیں۔ آمین یا ارحم الراحمین ؎

اظہارِ محبّت

مکرم سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے قادیان سابق وزیر حکومت پنجاب کے برادرِ اکبر سردار ٹھاکر سنگھ صاحب باجوہ کی وفات پر سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے ان کی خدمت میں تعزیت کا خط لکھا تھا۔ اس کے جواب میں سردار صاحب موصوف نے حسب ذیل خط تحریر فرمایا ہے:۔

قادیان ضلع گورداسپور

۲۳ر جنوری ۱۹۶۱ء

قابلِ تعظیم محترم و مکرم فرمائے من حضرت مرزا صاحب

بکمالِ ادب سلام عرض۔ آپ کا شفقت نامہ ملا۔ بزرگوارم اخوالصاحب بیدار ٹھاکر سنگھ صاحب جی کی فوتیدگی پر اظہارِ افسوس و ہمدردی کا بہت بہت شکریہ۔ میرے اس جگہ کے رہنے والے احمدی بھائیوں کو بھی جن کی معرفت آپ کی کرم فرمائی سے وقتاً فوقتاً باریاب ہوتا رہتا ہوں۔ مجھ سے خاص ہمدردی ہے اور وہ بھی ہر طرح سے میری عزت کرتے ہیں۔ اور ہر طرح سے میرے معاون رہتے ہیں۔ یہ اُن کا حُسنِ اخلاق ہے اور آپ کی برکت۔ جسکے لئے بھی آپ کا شکریہ۔ کیونکہ آپ ہی نے ان لوگوں کو ایسی خوش خلقی اور دوسروں سے پیار کا رستہ دکھایا ہے دعاگو ہوں کہ جُدا ہونے والی ہستی کی روح کو شانتی اور پسماندگان کے اس صدمہ کی برداشت کے لئے دعا کریں۔ آپ جیسی خدا رسیدہ ہستیوں کی دعا کی قبولیت پر انحصار ہے۔

دعاگو

دستخط۔ گوربچن سنگھ باجوہ

ایم۔ ایل۔ اے

دو۲ خاص تقریبات

مورخہ ۲۵/۲/۶۱ کو جناب سردار ہربنس سنگھ صاحب مرڑ کی لڑکی بی بی بلبیر کور کی شادی کی تقریب تھی جس میں شمولیت کے لئے دور و نزدیک سے سرکاری افسران ایم۔ ایل۔ اے صاحبان اور معززین علاقہ کا ہنوان روڈ پر جناب سردار صاحب کی کوٹھی میں جمع ہوئے۔ اس موقعہ پر جناب گیانی کرتار سنگھ صاحب وزیر مال بھی موجود تھے۔ بلکہ شرکت کے دعوت نامے بھی جناب گیانی صاحب کی طرف سے ہی جاری کئے گئے۔ سلسلہ کی طرف سے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت، مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے، مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے۔ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب اور مکرم ملک صلاح الدین صاحب وغیرہ نے بھی اس تقریب میں شمولیت کی۔ [illegible] کیا۔ جملہ معززین سے تعارف حاصل کیا۔ جناب گیانی صاحب سے خاص طور پر ملاقات کر کے انکی خدمت میں کتاب "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" مع دیگر لٹریچر کے پیش کی گئی۔ جس کو انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور گلدستہ کو اسی وقت پڑھنا شروع کر دیا۔ اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک اسے مطالعہ فرماتے رہے۔ جناب گیانی صاحب کو قادیان آنے کی بھی دعوت دی گئی۔ جس کے جواب میں انہوں نے موقعہ ملنے پر قادیان آنے کا وعدہ فرمایا۔

جناب سردار بھگوان سنگھ صاحب مرڑ والد سردار ہربنس سنگھ صاحب مرڑ نے بہت محبت اور خلوص کا اظہار کیا۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور سلسلہ سے اپنے قریبی مراسم کا بہت دیر تک ذکر فرماتے رہے۔

(۲)

مورخہ ۲۸/۲/۶۱ کو بہرجو وال کے مڈل سکول میں سالانہ الوداعی تقریب تھی جسمیں علاوہ علاقہ کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور بہت سے اساتذہ کے جماعت احمدیہ کی طرف ناظر امور عامہ ہیڈ ماسٹر ٹی۔ آئی۔ سکول اور بعض دیگر دوستوں کو اس تقریب میں شمولیت کے لئے مدعو کیا گیا۔ اس موقعہ پر علاقہ کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور معززین سے تعارف حاصل ہوا۔ گیانی ۲۴

صدقۃ الفطر اور عید فنڈ

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا بجا لانا خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث اور نہ بجا لانا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اصلاحی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو تمام مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اسکی طرف سے اس کے سرپرست یا مزنی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع غلہ اور جو طاقت نہ رکھتا ہو نصف صاع غلہ مقرر کی ہے۔ صاع ایک عربی پیمانہ ہے جو پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔

چونکہ آج کل فطرانہ عام طور پر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ اسکی ادائیگی رمضان میں ہی کی جانی چاہیئے تاکہ مستحق نادادوں کی امداد عید سے قبل ہو جائے اور وہ عید پر اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی مقامی آدمی ایسا نہ ہو تو پھر جمع شدہ رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے یا مقامی مستحقین سے رقم بچ جائے تو وہ بھی مرکز میں بھجوا دی جائے۔ قادیان میں غلہ کے نرخ کے لحاظ سے صدقۃ الفطر کی شرح ایک روپیہ مقرر کی گئی ہے۔

عید فنڈ اور اس کی کم از کم شرح

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے مرد کے لئے ایک روپیہ فی کس کی شرح "عید فنڈ" قائم ہے اس لئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

ناظر بیت المال قادیان

۲۴۔ عبداللطیف صاحب نے پنجابی زبان میں مؤثر تقریر کی جسمیں طلباء کو نصائح کی گئیں اور علم اور محنت کے متعلق مفید باتیں بیان کیں۔ دھندوئی، بسٹر کلاں، بہرجووال وغیرہ کے ہیڈ ماسٹر صاحبان نے بھی تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر سلسلہ کا بہت سا لٹریچر حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ اور کئی معززین کو قادیان آنے کے لئے دعوت دی گئی۔ چھ بجے کے قریب اس تقریب کے اختتام پر ہمارے احباب واپس قادیان آ گئے۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ

درخواست دعا:۔ عرصہ دو سال سے خاکسار بعارضہ [illegible] امراض میں مبتلا ہے اب حالت ناگفتہ بہ ہے نیز خاکسار کی اہلیہ مسماۃ شمس النساء صاحبہ بھی عرصہ دراز سے متعدد عوارض میں مبتلا ہے جملہ احباب جماعت، بزرگان سلسلہ [illegible]

پروگرام دورہ تبلیغی جنوبی ہند

حلقہ جنوبی ہند کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ بہ تفصیل ذیل ترتیب دیا گیا ہے ان جماعتوں کے جملہ عہدیداران و افراد جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس دورہ کو زیادہ سے زیادہ مفید و کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون فرماتے ہوئے مبلغین کے وفد کے آنے سے قبل مقامی جلسوں کے لئے جگہ اور دیگر انتظامات مکمل فرمالیں۔ تبلیغی وفد میں الحاج مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ (امیر وفد) کے علاوہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل و مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز و مکرم مولوی حکیم بشیر اللہ صاحب اور مکرم ابو فوزی بشیر احمد علی صاحب فاضل شامل ہوں گے۔

خاکسار اس وفد کی کامیابی کیلئے دعا کی تحریک کرتا ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نام جماعت	تاریخ روانگی	قیام	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام
یادگیر	[illegible] ۲۲	دو یوم	دھاڑواڑ	۶ ۴/۶۱	ایک یوم
تیاپور	۲۴ "	۱ "	[illegible]	۷ "	۱ "
رائچور	۲۶ "	۱ "	بانڈہ	۸ "	۱ "
دیودرگ	۲۸ "	۱ "	شموگہ	۱۰ "	۱ "
حیدرآباد	۳۰ "	۳ "	سورب	۱۲ "	۱ "
بمعہ سکندرآباد			ساگر	۱۳ "	۱ "
پنت کنٹہ	۳ ۴/۶۱	۱ "	بنگلور	۱۵ "	۱ "
کرنول	۴ "	۱ "	مدراس	۱۷ "	۱ "
ہبلی	۵ "	۱ "	بمبئی	۲۰ ۴/۶۱ تا ۲۲ ۴/۶۱	۳ "

پروگرام دورہ
مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال
جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند ۱۰ ۳/۶۱ تا ۱۵ ۴/۶۱

مندرجہ ذیل جملہ جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۰ ۳/۶۱ تا ۱۵ ۴/۶۱ بغرض پڑتال حساب وصولی چندہ جات و تشخیص بجٹ ۶۲-۱۹۶۱ء وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ جنوبی ہند سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کما حقہ تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام
مرکرہ	۱۰ ۳/۶۱	منگلور	۱۱ ۳/۶۱	۱ یوم
منگلور	۱۳ "	پینگاڈی	۱۴ "	۳ "
پینگاڈی	۱۷ "	کنانور	۱۸ "	۲ "
کنانور	۲۰ "	کوڈالی	۲۰ "	۱ "
کوڈالی	۲۱ "	کالیکٹ	۲۱ "	۲ "
کالیکٹ	۲۳ "	منارگھاٹ	۲۴ "	۲ "
منارگھاٹ	۲۶ "	کرولائی	۲۷ "	۱ "
کرولائی	۲۸ "	الانور	۲۸ "	۲ "
الانور	۳۰ ۳/۶۱	پتھیاپریم	۳۱ ۳/۶۱	۱ "
پتھیاپریم	۱ ۴/۶۱	کرناگاپلی	۲ ۴/۶۱	۳ "
کرناگاپلی	۵ "	کوٹار	۶ "	۱ "
کوٹار	۷ "	سنتان کولم	[illegible]	۱ "
سنتان کولم	۹ "	کالم کوڈی	۱۰ "	۱ "
کالم کوڈی	۱۱ "	مدراس	۱۲ "	۲ "
مدراس	۱۴ ۴/۶۱	حیدرآباد	۱۵ ۴/۶۱	—

خبریں

نئی دہلی ۵ مارچ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج شام کانگریس پارلیمنٹری پارٹی کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کانگریس کمیٹیوں اور دوسری غیر سرکاری آرگنائزیشنوں کو تلقین کی کہ وہ ملک بھر میں ایک بنیادی تبدیلی لانے کے لئے کام کریں تاکہ مستقبل میں جبلپور کی قسم کے فرقہ وارانہ فسادات رونما نہ ہوں۔ پنڈت نہرو نے یہ بھی کہا کہ فسادات کو روکنے کے لئے ضلع حکام کو ہوشیار اور چوکنا رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ پنڈت جی نے صوبائی گورنمنٹوں کے نام بھیجے گئے ایک مراسلہ کا بھی ذکر کیا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ صوبائی گورنمنٹوں کو اس امر کی اتنی فکر ہونی چاہیئے کہ ہونی والے مشتعلین میں کوئی فرقہ وارانہ واقعہ رونما نہ ہو۔ میٹنگ میں کانگریس پارلیمنٹری پارٹی کی طرف سے شری سنجیوا ریڈی صدر کانگریس کو ساڑھے دس ہزار روپیہ کا ایک چیک پیش کیا گیا۔ پنڈت نہرو نے ممبران کو مطلع کیا کہ صدر کانگریس ۱۲ مارچ کے بعد ساگر اور جبلپور کا دورہ کریں گے۔ نیز پارلیمنٹری پارٹی کے چار ممبران پر مشتمل ٹیم اگلے ہفتہ دورہ کرے گی تاکہ مدھیہ پردیش میں پر امن اور بہتر ماحول پیدا کرنے میں مدد دی جا سکے۔ پنڈت نہرو نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ حکام کی طرف سے احتیاط برتنے اور غیر سرکاری اصحاب کی طرف سے پر امن ماحول بہتر بنانے کی کوشش کئے جانے کے علاوہ ان شکایات کو بھی دور کرنا چاہیئے کہ لوگوں کے بعض طبقوں کو پولیس کی قسم کی بعض سروسوں میں مناسب نمائندگی نہیں دی جا رہی۔ پنڈت نہرو کی اس پروپیگنڈا کی مذمت کی کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے ملک کے وفادار نہیں اور پاکستان کے ہندو اس ملک کے وفادار نہیں۔ ہمیں اقلیتوں کے افراد کو یہ محسوس کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ سوسائٹی کا ایک حصہ ہیں۔

نئی دہلی ۸ مارچ۔ مرحوم منسٹر پنڈت پنت آج صبح قریباً ۱ بجکر ۱۰ منٹ پر وفات پا گئے۔ ان کے معالج پرائیویٹ ڈاکٹر چند راجند صاحب نے بتایا کہ ملکی حیثیت سے ... آپ پر آج ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ آپ بیمار ہونے کے بعد ہر قسم کی طبی امداد کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ آج آپ کی ارتھی پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد آتش کر دی گئی۔

بھوپال ۶ مارچ۔ مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر کاٹجو نے آج اسمبلی میں اعلان کیا کہ جبلپور اور دوسرے مقامات پر جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے ان کی تحقیقات کے لئے ایک ممبری کمیشن مقرر کیا جائے۔ کمیشن ہائی کورٹ کے جج شری شیودیال شری واستو پر مشتمل ہوگا۔

لندن ۷ مارچ۔ کامن ویلتھ ممالک کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کیلئے سات ممالک کے وزرائے اعظم لندن پہنچ گئے ہیں۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم مسٹر مینزیز آج رات پہنچنے والے تھے جب یہ دعا... منسٹری پنڈت نہرو اور کینیڈین وزیر اعظم مسٹر ڈیفن بیکر ۷ مارچ کو لندن پہنچ جائیں گے۔ کانفرنس ۸ مارچ بدھوار کو شروع ہو رہی ہے کئی کامن ویلتھ ممالک لنکا اور نائیجیریا کے وزرائے اعظم تنکو عبدالرحمن نے کہا کہ وہ جنوبی افریقہ کی نسلی امتیاز کی پالیسی کا معاملہ کامن ویلتھ کانفرنس میں اٹھائیں گے۔ پاکستان کی طرف سے صدر ایوب کانفرنس میں شرکت کریں گے۔

درخواست دعا

حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو قبول احمدیت کی سعادت بخشی ہے احباب جماعت سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس راہ میں مجھے ثابت قدم رکھے پکا احمدی بنائے۔ اور میرے لئے قرب اور تعلق کی راہیں کھول دے۔ آمین۔

خاکسار محمود احمد احمدی بنارس ضلع ...